قدیم میں ' وفر '[۱] تھا جو ' برف ' بنا اور ' بذر ' تھا جو ' برز ' بنا یعنی بیج وغیرہ ۔

۵۔ جہاں کہیں ہم نے کسی انگریزی حرف پر ڈیش لگائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ long vowel یا لمبی آواز ہے اور جہاں کہیں کسی حرف پر '۸' لگایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حرف ساکن ہے اور اس پر کوئی حرکت نہیں ہے ۔

۶۔ اشباع حرکت ، بھی لسانیات کے فطری اصولوں میں سے ایک ہے ۔ اس عمل کے نتیجے میں حرکات یعنی زبر ، زیر اور پیش کو کھینچ کر بالترتیب الف ، ی اور واؤ کی شکل دے دی جاتی ہے جیسے تَک سے تاک ہو جائے اور مِک سے میک یا میچ بنے اور سُک سے سُوک یا سوکھ بن جائے وغیرہ ۔

۷۔ لسانیات کے بعض فطری اصول خاص خطّوں سے مخصوص ہوتے ہیں ، چنانچہ سنسکرت بولنے والے علاقوں میں طبعی رجحان یہ تھا کہ اوستائی یا خود سنسکرت کے مادہ کے پہلے حرف کے بعد آدھی ہ کی آواز بڑھاتے تھے ۔ یہ رجحان ہمیں صرف برصغیر میں ملتا ہے فارسی کے علاقوں میں نظر نہیں آتا ۔ مثال کے طور پر اوستائی مادہ ، 'var' تھا جس کے حرف اول کے بعد آدھی ہ بڑھائیں تو 'v^{h}ar' یعنی وھر (وھرنا—ورھنا) بنتا ہے ۔ اسی طرح ایک مادہ 'bar' اور پھر bār (بار) تھا جس کے حرف اول کے بعد آدھی ہ بڑھی تو 'b^{h}ār' (بھار) بنا یعنی بوجھ ۔

' فارسی اور پنجابی کے لسانی روابط ' کوئی محدود موضوع نہیں ہے بلکہ اس موضوع کی گہرائی اور گیرائی لامحدود ہے ۔ اس موضوع کو سامنے رکھ کر ایک ضخیم کتاب مرتب کی جا سکتی ہے اور ویسے بھی کسی تحقیقی کام کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور یہ سلسلہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے ۔ دونوں ملکوں اور قوموں کے درمیان صدیوں پرانے روابط ہیں اسی طرح زبانوں کے درمیان مشترکہ قدریں اور روپے پوری آن بان کے ساتھ موجود ہیں اور بے شمار پہلو اس موضوع کے زمرے میں آتے ہوں گے اور صاحب علم و دانش ماضی میں بھی اس وسیع میدان میں اپنی تحقیقی جولانیاں دکھلا چکے ہیں ۔ مستقبل میں بھی محققین اس عظیم لسانی رابطے کے مختلف پہلوؤں کے چھپے ہوئے گوشوں کو سامنے لا کر دونوں زبانوں کے لئے خدمات سرانجام دیں گے ۔ ہم یہ دعویٰ تو نہیں کرتے کہ ہم نے زیر نظر مقالہ میں اس دقیق موضوع کے ہر پہلو کو پوری طرح اجاگر کیا ہے ، لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ ہم نے اپنی اس کوشش میں حتی المقدور ' فارسی اور پنجابی کے لسانی روابط ' کے ایسے پہلوؤں کو ضرور پیش کیا ہے جن کی

۱۔ واژہ نامۂ پہلوی ، ص ۲۲۷ ۔

بدولت دونوں زبانوں کی سانجھ کے مشہور اور قابل ذکر زاویے سامنے آ گئے ہیں۔ ہم اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں یہ تو قارئین ہی بتا سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ موضوع اس بات کا بھی متقاضی تھا کہ اس پر فارسی اور پنجابی کے طالب علم مل کر کام کریں۔ چنانچہ یہ ہماری مشترکہ پیشکش ہے۔ خدا کرے اس سے دونوں زبانوں کے رابطے اور زیادہ مضبوط ہوں۔

اب ہم فارسی اور پنجابی کے لسانی روابط کو مختلف عنوانوں کے تحت بیان کرتے ہیں۔

دو ملکوں، دو قوموں یا دو قبیلوں کے باہمی روابط کا اندازہ لگانا ہو تو ان کی قدیم سے قدیم تر تاریخ کا مطالعہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر دو زبانوں کے روابط کا جائزہ لینا چاہیں تب بھی ان کی لسانی تاریخ اور اس کی گمشدہ کڑیوں کی تلاش و جستجو ہی زیادہ صحیح نقوش کو سامنے لا سکے گی۔ فارسی اور پنجابی کے گہرے روابط کا اندازہ لگانے کے لئے بھی ضروری ہے کہ فارس اور پنجاب کی قدیم ترین زبانوں کا لسانی مطالعہ کیا جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ فارس کی قدیم ترین زبان، جس کے آثار آج موجود ہیں 'اوستا' تھی جس کی جگہ بعد کے دور میں 'فارسی باستان' اور پھر اگلے ادوار میں 'پہلوی' نے لی۔ پہلوی کے بعد فارس میں فارسی پیدا ہوئی جسے شروع شروع میں 'دری' بھی کہا جاتا تھا۔ دوسری طرف پنجاب کے علاقوں میں بولی اور لکھی جانے والی قدیم ترین زبان 'سنسکرت' تھی جس کی جگہ پہلے پالی، ہندی، بنگالی، مدراسی، گجراتی، پنجابی، سندھی وغیرہ نے لی اور آخر میں اردو اس کی قائم مقام بنی۔

آج بہت سے محققین کا خیال ہے کہ پنجابی دراوڑی قبیلے کی زبان ہے۔ لیکن آریاؤں نے جس طرح سیاسی، ثقافتی اور مذہبی میدان میں مقامی باشندوں پر غلبہ حاصل کیا اسی طرح زبان کے اثرات بھی گہرے پڑے اور مقامی زبان اس سے متاثر ہوئی اور اس میں بے شمار آریاؤں کی زبان کے الفاظ در آئے۔ چونکہ ایران کے آریا اور پنجاب کے آریا اصل میں تھے ایک ہی قبیلے اور جگہ کے اس لئے ان دونوں زبانوں میں مشترک مآخذوں (روٹس) کا ہونا قدرتی امر ہے۔ چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دونوں زبانوں میں بے شمار ایسے الفاظ موجود ہیں جن کی اصل، مادہ یا ریشہ ایک ہے۔ ان سب کا اس مختصر مضمون میں درج کرنا تو مشکل ہے۔ بہر طور نمونے کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ پیش ہیں:

فارسی: آتش بمعنی آگ　　　پنجابی: اَت چکنا (بھڑک اٹھنا) غصے میں آ جانا شور مچانا۔ آتھرا وغیرہ

اس لفظ کی اوستائی اصل ' ātarsh ' (آترش)[1] جو لسانی تحولات سے گذر کر فارسی میں ' آتش ' بنی - یہی اصل پنجابی میں آ کر ' رش ' کے حذف کے بعد ' اَت ' کی صورت میں آج تک رائج ہے - جیسے ہم ' ات چکنا یا ات خدا دا وَیر ' کے طور پر استعمال کرتے ہیں - پنجابی لفظ ' اتّھرا ' بھی اسی اصل سے ہے - یعنی آتشی مزاج ، غصیلا اور جلد بھڑک اٹھنے والا نوجوان وغیرہ -

فارسی : آختن بمعنی نیام سے تلوار نکالنا پنجابی : اختہ ہونا بمعنی گھبرانا اور اکتانا

اس مصدر کی پہلوی اصل ' آہخ '[2] ہے جو فارسی میں ' آخ ' بنا اور اس مصدر میں موجود ہے - اس مادے سے 'اختہ ہونا ' آج تک پنجابی میں مستعمل ہے البتہ معانی کی تبدیلی کے ساتھ ، کیونکہ تلوار بھی آدمی اختہ ہو کر اور غصے میں آ کر ہی نکالتا ہے -

فارسی : آواز پنجابی : واج

اس لفظ کی اوستائی اصل ' vak ' جو بعد میں ' vach '[3] (وچ)بنی ہے - یہی اصل پہلے ' واچ ' اور پھر فارسی میں ' واز ' بنی یعنی چ کے ز سے بدلنے کے بعد- ' آ ' ایک سابقہ کے طور پر فارسی میں مستعمل ہے (آواز) ، لیکن پنجابی لفظ (بغیر کسی سابقے کے) ' واج ' انھی معنوں میں آج تک رائج ہے ، جو اپنی اصل کے زیادہ قریب ہے -

فارسی : ابرو بمعنی بھنویں پنجابی : بھروٹے، بھواں، بھرواں

فارسی کے اس لفظ کی اوستائی اصل ' brvat '[4] ہے - جو پہلوی زبان میں ' brū ' کی صورت میں ملتی ہے ، اور پھر فارسی میں ' ابرو ' بنی ، لیکن پنجابی میں یہ اوستائی اصل اپنی اصل صورت میں لفظ ' بھروٹے ' میں موجود ہے -

اس اصل کی پہلوی صورت (brū) کے حرف اول کے بعد آدھی 'ہ' بڑھانے سے ' بھرو ' بنی جس کی جمع بھرواں سندھی اور سرائیکی میں رائج ہے - اس کی ذرا بدلی ہوئی شکل پنجابی میں ' بھواں ' کی صورت میں لکھی اور بولی جاتی ہے -

فارسی : است بمعنی ہے پنجابی : ' اے '

اس لفظ کی اوستائی اصل ' آہ '[5] ہے جو لسانی تحولات سے گذر کر پہلے ' آس ' اور پھر فارسی میں ' است ' بنا - لیکن ہندوستانی زبانوں خصوصاً پنجابی میں آخری ' ھا ' کے حذف اور الف کی زبر کو زیر میں بدل کر ' اے ' رہ گیا ہے جو ' ہے ' کے

۱- گرے ، ص ۳ -

۲- برہان ، ص ۱۹ ؛ طبری ۶۸ -

۳- برہان ، ص ۶۵ -

۴- گرے ، ص ۱۲ -

۵- ایران کودہ ، ص ۱۸ ؛ طبری ؛ ص ۱۱۹

معنوں میں آج تک رائج ہے۔ خود اردو لفظ ' ہے ' بھی اسی اصل سے بنا ہے۔ آج کل کی بول چال کی فارسی میں خود ایرانی بھی اسے ' اے ' ہی کہتے ہیں - مثلاً ' برائم بس اے دیگہ ' - اس میں اے بمعنی ' است ' استعمال ہوا ہے۔ پنجابی میں ' ایہہ کتاب تیری اے ' اور اردو میں ' یہ کتاب تمہاری ہے ' وغیرہ -

فارسی : استردن بمعنی صاف کرنا - استرہ　　　پنجابی : استرہ

اس مصدر کی قدیم ایرانی زبانوں میں اصل ' ستر '[۱] ہے - جس کے معنی سر مونڈنے اور بال وغیرہ صاف کرنے کے ہیں - فارسی میں یہ مصدر ایک سابقہ (الف) کے ساتھ بھی رائج ہے اور بغیر سابقہ کے بھی (ستردن) - پہلی مصدر سے اسم آلہ (استرہ) فارسی میں رائج رہا ہے ، جسے آج کل ' تیغ ' بھی کہتے ہیں - یہی اسم آلہ آج تک بعینہ پنجابی میں مستعمل ہے -

فارسی : اشک بمعنی آنسو　　　پنجابی : اتھرو ، ھنجو

اس لفظ کی اوستائی اصل ' asrav ' (اَثْرو)[۲] ہے - جو بعد میں ' asrū ' (اسرو) بنی اور مختلف لسانی تحولات سے گذر کر فارسی میں ' اشک ' بنی اور اصل کے حرف اول کے بعد ' ن ' بڑھانے سے ' آنسرو ' اور پھر ' آنسو ' بنی جو اردو میں اب تک مستعمل ہے اور تھوڑی تبدیلی کے بعد ' ھنجو ' بنی جو پنجابی میں آج تک رائج ہے - اوستائی اصل یعنی (اسرو) وہی لفظ ہے جو پنجابی میں ' اتھرو ' کہلاتا ہے اور فارسی کی بہ نسبت اپنی اصل کے زیادہ قریب ہے -

فارسی : انگشت بمعنی انگلی　　　پنجابی : اُنگل ، اَنگل ، اُنگلی

اس لفظ کا اوستائی مادہ ' angursta '[۳] ہے۔ جو فارسی میں آ کر ' ر ' کے حذف کے بعد ' انگشت ' بنا -

یہی اصلی پنجابی میں ' ر ' کے ' ل ' سے بدلنے اور ' sta ' کے لاحقے کے حذف کے بعد ' اَنگل ' بنا جو آج تک رائج ہے - پنجاب کے بعض علاقوں میں اسے ' آنگل ' اور ' انگلی ' بھی کہتے ہیں -

فارسی : باد بمعنی ہوا　　　پنجابی: وا (vʰa) وغیرہ

یہ لفظ اوستائی اصل ' vāta '[۴] سے بنا ہے - جو پہلے ' وات ' ہوا اور پھر فارسی میں ' باد ' کی صورت میں رائج ہوا -

پنجابی میں بھی اصل (وات) تا کے حذف ہونے کے بعد ' وا ' رہا جو ہوا کے

۱- برہان ، ص ۱۲٦　　　۲- گرے ، ص ۹ ، ۲۱۱

۳- گرے ، ص ۱۰ ، ۱۰۰　　　۴- گرے ، ص ۱۴

معنوں میں رائج ہے - بعض علاقوں میں یہ اصل (وا) اس خطے کے عمومی اصول کے مطابق (حرف اول کے بعد آدھی ہ بڑھا کر بھی بولی جاتی ہے ، اور vʰā (وھا) جیسی آواز سنائی دیتی ہے اردو لفظ ' ہوا ' بھی اسی اصل سے بنا ہے -

فارسی : باریدن بمعنی بارش کا برسنا پنجابی : ورھنا یا وھرنا

اس مصدر کا اوستائی روٹ ' ور ' (var)[۱] ہے جو بعد میں ' وار ' اور ' بار ' بنا - لیکن پنجابی میں اصل کے حرف اول کے بعد ' ھا ' بڑھانے سے ' ور ھ ' بنا جو پنجابی لفظ ورھنا یا وھرنا میں موجود ہے اور یہ اصل کے زیادہ قریب ہے بہ نسبت فارسی لفظ 'بار' کے -

فارسی : بالیدن بمعنی بڑھنا پنجابی : وال۔ ودھنا (بڑھنا)

یہ دونوں الفاظ فارسی مصدر بالیدن سے نکلے ہیں - ان سب لفظوں کی اوستائی اصل vardh (ورد)[۲] ہے پنجابی میں ' ر ' کے حذف ہو جانے سے ' ود ہ ' رہ گیا - اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ' و ' کے بعد آدہی ' ھا ' کی آواز کہاں سے آئی تو یہ ہندی اور سنسکرت کا خاصہ ہے کہ لفظ کی اصل کے حرف اول کے بعد اکثر آدھی ' ہ ' بڑھا دیتے ہیں - پنجابی اور اردو الفاظ بڑھنا اور ' ودھنا ' فارسی کی بہ نسبت اس اصل کے زیادہ قریب ہیں - یہی اصل (vardh) پہلے ' var ' پھر 'وار' اور پھر ' وال '[۳] اور پھر ' بال ' بنا جو بالیدن میں موجود ہے -

فارسی : برادر بمعنی بھائی پنجابی : بھرا

اس لفظ کی قدیم ایرانی اصل ' براتر '[٤] ہے - جو فارسی میں ' برادر ' بنی لیکن یہی اصل حرف اول پر آدھی ' ہ ' کے بعد اور ' تر ' کے حذف کے بعد ' بھرا ' بنی جو آج تک پنجابی زبان میں بھائی کے معنوں میں مستعمل ہے -

فارسی : بُردن بمعنی لے جانا پنجابی : بھر - بھرنا

اس مصدر کی اوستائی اصل ' بر ' (bar)[۵] ہے - فارسی میں ' بار ' اور ' بارکردن ' وغیرہ اسی اصل سے بنے ہیں - لیکن سنسکرت اور ہندی میں اسی اصل کے حرف اوّل کے بعد آدھی ' ھا ' کی آواز بڑھا کر (bʰar) ' بھر ' بنایا گیا جو پنجابی اور اردو لفظ ' بھرنا ' میں آج تک موجود ہے -

فارسی : بس بمعنی بند کرنا ۔ ختم کرنا پنجابی : وس

اوستائی روٹ ' وس '[٦] بعینہٖ پنجابی میں آج تک رائج ہے جس طرح پنجابی میں

۱- واژہ نامۂ طبری ، ص ۲۰۴ -
۲- داستان جم ، ص ۸۷ -
۳- زلہان ، ص ۸۴ -
۴- گرے ، ص ۱۲ -
۵- داستان جم ، ص ۸۴ -
٦- نیبرگ ، ص ۲۳۵ برھان ؛ ص ۲۷٦ -

کہتے ہیں کہ ' ایس تے میرا وس نہیں چلدا ' (اس پر میرا بس نہیں چلتا) اس کی اگلی صورت ' بس ' ہے - وہ بھی پنجابی میں رائج ہے - جیسے کہتے ہیں ' بس کر یار بس کر ' (بس کرو یار بس کرو ، یا ختم کرو دوست ختم کرو) -

فارسی : بُن بمعنی جڑ ، نارون ، انار کا درخت	پنجابی : ون (ایک درخت کا نام جس کے پھل کو پیلوں کہتے ہیں -

اس لفظ کی اوستائی اصل ' vana '[۱] بمعنی درخت ہے جو فارسی میں آ کر ' بَن ' بمعنی جڑ بنی - لیکن ایک ترکیب میں یہ اصل آج تک جوں کی توں محفوظ ہے - یعنی ' نارون ' (انار کا درخت) - یہی اصل پنجابی میں آج تک مستعمل ہے اور ایک ایسے درخت کو کہتے ہیں جس کا نام ' وَن ' ہے - اردو لفظ ' بَن ' اور ' بن باس ' بھی اسی اصل سے بنے ہیں -

فارسی : بند بمعنی بند کرنا یا بند ہونا	پنجابی : بند ، بنھ ، بندھن

یہ لفظ بھی سنسکرت اصل ' بندھ ' ' $b^h$and '[۲] سے بنا ہے ، لہذا اردو اور پنجابی الفاظ بندھنا ، بندھن ، بنھ ، بنھنا بنھنا ، بند وغیرہ اسی اصل سے بنے ہیں -

فارسی : بوم بمعنی وطن یا ملک	پنجابی : بھوں، بھوئیں، بھوم، بھومی، بُھنجا

یہ سب پنجابی الفاظ اوستائی اصل ' būmi '[۳] سے نکلے ہیں جو ہندوستانی اثر کے تحت ' b^hūmi ' بنا- اسی سے پنجابی لفظ بھوئیں ، بھوں ، بھنجا ، بھنجے اور اردو الفاظ جنم بھومی ، جنم بھوم وغیرہ بنے ہیں -

فارسی : بیست بمعنی بیس	پنجابی : ویہہ ، ویہاں

اس لفظ کی اوستائی اصل ' vīsaiti '[۴] ہے جو لسانی تحولات سے گذر کر ' bīst ' (بیست) بنی - لیکن پنجابی میں یہی اصل ' س ' کے ' ہ ' میں بدلنے اور لاحقہ (aiti) کے حذف کے بعد ' vīh ' (ویہہ) بنی - ' ویہاں ' بھی اسی اصل سے بنا ہے - اردو لفظ ' بیس ' بھی اسی اصل سے وجود میں آیا ہے -

---

۱- گرے ، ص ۲۰ -
۲- گرے، ص ۱۸۱ ، برھان، ص ۳۰۵ -
۳- گرے، ص ۲۸؛ برھان، ص ۳۲۰ -
۴- گرے ، ص ۱۱

فارسی : پار (گذشتہ سال) **پنجابی : پر (پچھلا سال) پروں ، پرار**
پیرار (گذشتہ سے پیوستہ سال)

اس لفظ کی سنسکرت اصل ' parut '[1] (پروت) ہے - جو لسانی تحولات سے گذر کر پہلے ' par ' (پر) بنی اور پھر اشباع فتحہ کے بعد ' پار ' بنی جو آج تک گذشتہ سال کے معنوں میں فارسی زبان میں رائج ہے - لیکن اس اصل کی ایک صورت تاجکستانی زبان میں ' faron ' (فرون) تھی جو پنجابی میں آ کر ' paron ' (پرون) کہلائی اور آج تک گذشتہ سال کے معنوں میں رائج ہے - فارسی کا ' پیرار ' یعنی گذشتہ سے پیوستہ سال اور پنجابی کا ' پرار ' بھی اسی اصل سے بنے ہیں -

فارسی : پای بمعنی پاؤں **پنجابی : پیر ، پیدل ، پھند ، پینڈا ، پھد**

اوستائی زبان میں اس مادے کی ابتدائی صورت جو لسانیات کے ماہرین نے بتائی ہے وہ pāda[2] ہے جو قدیم ایرانی میں pāḍa (پاذ) تھی اور پہلوی اور فارسی میں ذ ، کے ، ی میں بدلنے کے بعد ' پای ' بنی - جسے ماہر لسانیات ' pāi ' لکھتے ہیں - پہلوی اصل کی بھی صورت (pāi) ' ر ' کے اضافے کے ساتھ ' pair ' (پیر) بنی جو اب تک پنجابی میں رائج ہے - اس کی اوستائی صورت pāda (پاد) حرف اول کے بعد آدھی ' ہ ' بڑھانے سے p^had (پھد) بنی جو آج تک ' فاصلہ ' کے معنوں میں لکھی اور بولی جاتی ہے بعض علاقوں میں یہ لفظ ' پھند ' بھی بولا جاتا ہے - جسے پینڈا بھی کہتے ہیں - پیدل بھی اسی سے بنا ہے -

فارسی : پختن / پزیدن بمعنی پکنا ، پکانا **پنجابی : پکنا ، پکاؤنا**

ایران کی قدیم زبان اوستا میں اس مصدر کی اصل ' pac+aiti ' (پکیتی) ہے جو قدیم فارسی میں ' پچ ' (یعنی ک کے چ میں بدلنے کے بعد) بنا - اوستائی اصل میں ' پک '[3] اصل لفظ ہے اور ' aiti ' (ایتی) لاحقہ ہے - قدیم فارسی کا ' پچ ' موجودہ فارسی میں آ کر دو صورتیں اختیار کرتا ہے ' پَچ ' اور ' پز ' جن سے فارسی مصادر بنی ہیں - لیکن پنجابی کا ' پکنا ' ، ' پکاؤنا ' قدیم اوستائی اصل سے وجود میں آیا ہے جو اردو میں بھی رائج ہے -

فارسی : پرداختن بمعنی کسی کو روپے دینا **پنجابی : دھک ، دھکنا ، تکاوی**

اس لفظ کی اوستائی اصل ' tak '[4] (تک) جو فارسی میں ' dāx ' (داخ) بنا ہے-

---

۱- برھان ، ص ۳۴۹ -
۲- گرے ، ص ۱۲ -
۳- واژہ نامۂ طبری ، ص ۱۷۱ -
۴- ہرن ، ص ٦٦ -

یہی اصل (tak) حرف اول کے بعد آدھی ' ہ ' بڑھانے سے تھک اور پھر ' دھک ' بن گیا جو آج تک پنجابی میں ' دھک ' اور ' دھکنا ' بمعنی ' دھکیلنا ' رائج ہے - فارسی میں یہی اصل یعنی dāx (داخ) ایک سابقے کے ساتھ یعنی ' پر '، ' پرداختن ' کی صورت میں رائج ہے - پنجابی لفظ ' تکاوی ' (تقاوی) بھی اسی اصل سے ہے -

فارسی : پساویدن بمعنی پیسنا پنجابی : پیہنا ، پیہانا ، پسانا

قدیم ہندی میں اس لفظ کا مادہ ' pesh '' (پیش) ہے - جو بعد میں ' پیس ' ہوا اور پھر س کے ہ میں بدلنے سے ' پیہ ' بنا - چنانچہ پنجابی کا پیہنا ، پیہانا اور پسانا فارسی کی ' پسا ' ہی کی بدلی ہوئی شکل ہے -

ایران کے ایک قدیم لہجے طبرستانی میں یہ لفظ ' peha ' استعمال ہوتا رہا ہے جو پنجابی کے پیہا ، پیہنا اور پسا کی صورت میں ہمارے سامنے ہے - پنجابی کا پیہنا اور پیہانا اس کی مصدریں ہیں -

فارسی : پشنچیدن بمعنی پانی چھڑکنا پنجابی : پیچنا (سیراب ہونا)

اس لفظ کی سنسکرت اصل sench[۲] (سنچ) ہے - جو اردو میں ' سینچ ' اور ' سینچنا ' بنا - سنسکرت میں اسی اصل کی دوسری صورت pratisinch تھی جو چند حرفوں کے حذف کے بعد فارسی میں ' پشنچ ' بنی اور پنجابی میں ' پینچ ' اور پھر ' پیچ ' بنی جو پنجابی میں کھیتوں کو سیراب کرنے کے معنوں میں آج تک رائج ہے -

فارسی : پل پنجابی : پل ، پلی (تصغیر)

پہلوی زبان میں اس لفظ کا مادہ ' puhr '[۳] ہے - جو 'h' کے حذف اور ' ر ' کے ' ل ' سے بدلنے کے بعد فارسی میں ' پل ' بنا - پنجابی زبان میں یہ لفظ ' پل ' ہی کی صورت میں لکھا بولا اور پڑھا جاتا ہے اور اگر کوئی پل چھوٹا سا ہو تو اسے پنجابی کی یائے تانیث لگا کر ' پلی ' بنا لیتے ہیں -

فارسی : پوزیدن بمعنی معذرت کرنا پنجابی : پھوک ، پھوکا ، گنڈے دی پھوک

اس لفظ کی ارمنی اصل ' puk '[۴] (پوک) ہے اور پہلوی میں pūcak (پوکک) ہے - اس کے معنی پھونک مارنے کے تھے - فارسی میں یہی اصل ' پوز ' بنی - پنجابی میں مادے کے حرف اول کے بعد آدھی ' ہ ' بڑھانے سے ' پھوک ' بنی جو آج تک رائج ہے -

---

۱- برہان ، ص ۴۰۴ -
۲- ہوبشمان ، ص ۴۲ -
۳- گرے ، ص ۲۷ -
۴- برہان ، ۴۲۷

فارسی : تاختن بمعنی شکار یا لوٹ مار کے لیے گھوڑا دوڑانا **پنجابی : تکنا ، دھجیاں اڑانا**

اس لفظ کا اوستانی مادہ ' تک '[۱] ہے - پنجابی لفظ ' تکنا ' اور اردو ' تاکنا ' اسی مادے سے بنے ہیں - یہی اصل بعد میں ' تاخ ' (تاختن) اور ' تاز ' (تازیدن) بنی ہے اور فارسی مصادر اسی سے بنی ہیں - اسی مادے نے بعد میں ' تج ' کی صورت اختیار کی ہے جس کے حرف اول کے بعد آدھی ' ہ ' بڑھانے سے تھج بنا جو ' تھجیان ' اڑانا یا بکھیرنا کی صورت میں اب تک رائج ہے - یہی ' تھج ' بعد میں چل کر ' دھج ' بن جاتا ہے جو اردو اور پنجابی میں رائج ہے - پنجابی لفظ فارسی کی بہ نسبت اپنی اصل کے زیادہ قریب ہے -

فارسی : تابیدن بمعنی چمکنا **پنجابی : تاب (چمک)**

اس مصدر کی اوستائی اصل ' تپ ' تھی جو بعد میں ' تاپ '[۲] اور پھر ' تاب ' بنی ہے اور آج تک ' تابیدن ' میں محفوظ ہے - یہی اصل بعینہ آج تک پنجابی میں محفوظ ہے ، اور کہتے ہیں ' کم کیتیاں تیرے جوڑے دی تاب لہندی اے ' یا ' تاب ماری جاندی اے ' یہی اصل فارسی کی ترکیب ' آب و تاب ' میں بھی محفوظ ہے اور اردو میں بھی رائج ہے -

فارسی : تپیدن بمعنی گرم ہونا **پنجابی : تاپ ، تپ ، تا ، تاؤنا ، تَوا**

اس لفظ کی اوستائی اور قدیم ہندوستانی اصل ' تپ '[۳] ہے- جس سے ' تپیدن ' مصدر بنی - اسی اصل سے مزید تین صورتیں پیدا ہوئیں - پہلی ' تب ' جو فارسی ' تبیدن ' اور ' تابیدن ' میں موجود ہے - دوسری ' تف ' جو ' تفسیدن ' ، ' تافتن ' اور ' تفتن ' میں موجود ہے اور تیسری صورت ' تَو ' ہے- اصل کی پہلی صورت یعنی ' تپ ' سے پنجابی میں ' تپ ' اور ' تاپ ' بنے جو بخار کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں - اسی اصل کی تیسری صورت ' تَوْ ' سے پنجابی میں ' تاؤ ' ، ' تا ' ، ' تاؤنا ' اور اسم آلہ ' توا ' وغیرہ بنے ہیں جو آج تک رائج ہیں -

فارسی : تراشیدن بمعنی چھیلنا **پنجابی : تچھنا**

اس لفظ کی اوستائی اصل ' تش '[۴] ہے جو قدیم ہندوستانی زبان میں بھی ' تش ' اور بعد میں ' تچھ ' کی صورت میں ملتی ہے - اسی تچھ سے پنجابی لفظ ' تچھنا ' آج تک رائج ہے - جب ایک ترکھان کسی موٹی لکڑی سے کوئی چیز بنانا چاہتا ہے

۱- ھرن ، ص ۸۲ -
۲- داستان جم ، ص ۱۳۴ -
۳- ھرن ، ص ۱۳ ؛ فعل مضارع ، ۱۹۳ -
۴- برھان ، ص ۴۸۰ ؛ گرے ، ص ، ۵ -

تو پہلے کلہاڑے سے اس کو ' تچھ ' کر اپنی مطلوبہ چیز بنانے کے لیے چاروں طرف سے ہموار کر لیتا ہے -

فارسی : ترسیدن بمعنی ڈرنا ‏ ‏ ‏ ‏ پنجابی : ترہ جانا

اس لفظ کی اوستائی اور قدیم ہندی اصل ' thrah ' (تھرہ)[1] ہے - قدیم لفظوں میں جہاں کہیں ' س ' تھا وہ بعد میں ' ہ ' کے ساتھ بدلا ہے ، اور جہاں ' ہ ' تھا وہ ' س ' سے بدلا ہے - چنانچہ یہ اصل ' ترس ' بن کر فارسی میں رائج ہوئی ، لیکن پنجابی اور افغانی بلکہ پشتو میں بھی آج تک ' ترہ ' (trah) ڈرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے - پنجابی لفظ ' ترہ ' میں بھی قدیم اصل محفوظ ہے اور آج تک ' ترہ جانا ' ڈر جانے کے معنوں میں مستعمل ہے -

فارسی تنودن ، تنیدن بمعنی تانا تننا ‏ ‏ ‏ ‏ پنجابی : تنی ، تانی ، تننا ، تانا تننا ، تانا بانا ، تانا پیٹا

اس لفظ کی قدیم فارسی اور قدیم ہندی اصل ' تن '[2] ہے - جو ان فارسی اور پنجابی الفاظ میں آج تک موجود ہے -

فارسی : جفتن بمعنی جوڑا بننا ‏ ‏ ‏ ‏ پنجابی : جُٹ ، جوٹا ، جوڑی

اس لفظ کی اوستائی اصل ' yuxta '[3] بمعنی اکٹھے ہونا ہے اور اس کی قدیم ہندوستانی اصل ' yukta ' ہے - جو 'k' کے حذف ہونے اور y کے j میں بدلنے کے بعد ' جوٹا ' (جوڑا) بنی اور ' کُردی ' میں آج بھی یہ لفظ ' jot ' (جوٹ) کی صورت میں استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ' جوڑا ' کے ہیں - پنجابی کے مندرجہ بالا الفاظ انہیں مادوں سے بنے ہیں اور فارسی کی بہ نسبت اپنی اصل سے زیادہ قریب ہیں -

فارسی : چخیدن بمعنی مذاق کرنا ‏ ‏ ‏ ‏ پنجابی : چہخاں (چکھاں) مارنا ،
چغیدن بمعنی بے فائدہ باتیں کرنا ‏ ‏ ‏ ‏ چاگاں کرنا

اس لفظ کی فارسی اصل ' چخ '[4] ہے - جس کے حرف اوّل کے بعد آدھی ' ہ ' بڑھانے سے ' چہخ ' بن جاتا ہے ، جو پنجابی میں آج تک رائج ہے جیسے کہتے ہیں ' چھڈ یار چہخاں نہ ماری جا کوئی کم دی گل وی کر ' (چھوڑ یار بے فائدہ باتیں نہ کیئے جا کوئی کام کی بات بھی کر) - اسی فارسی اصل کی دوسری صورت ' چغ ' ہے جو بعد میں چاخ اور ' چاغ ' بنا اور پنجابی میں آ کر ' چاگ ' بنا - پنجاب کے بعض علاقوں میں اسے اس طرح استعمال کرتے ہیں ' میرے نال چاگاں نہ کر ' (میرے ساتھ مذاق مت کر) -

فارسی : چربیدن بمعنی چکنا ہونا ‏ ‏ ‏ ‏ پنجابی : چربی

اس لفظ کی اصل ' چرب[5] ' ہے - جس سے پنجابی اسم ' چربی ' وجود میں آیا

۱- برہان ، ص ۳۸۵ -
۲- طبری ، ص ۸۹ -
- ہرن ، ص ۹۵ -
۴- برہان ، ص ۶۲۵ -
۵- برہان ، ص ۶۲۸-۶۲۹ -

اور انھیں معنوں میں آج تک رائج ہے - جب کہ فارسی والوں کے ہاں یہ لفظ ' چرب ' کی صورت میں رائج ہے۔ قواعد کی رو سے پنجابی لفظ فارسی کی بہ نسبت خوش آہنگ ہے -

فارسی : چرخیدن بمعنی گھومنا　　　پنجابی : چرخہ ، چرخی ، چکر ، چکریان

اس لفظ کی اوستائی اصل ' چخر ' (chaxra)[1] ہے - یہی ' چخر ' بعد میں ' چکر ' بنا ، اور آج تک پنجابی میں رائج ہے -

فارسی میں یہی اصل یعنی ' چخر ' عمل قلب[2] کے زیر اثر ' چرخ ' بنا جس کے معنی پہیہ اور گھومنے کے ہوتے ہیں - پنجابی میں اس ' چرخ ' سے اسم آلہ ' چرخہ ' آج تک رائج ہے جب کہ فارسی میں یہ لفظ رواج نہیں پا سکا -

فارسی : چریدن بمعنی چرنا　　　پنجابی : چرنا ، چرانا ، چارہ ، چارو وغیرہ

اس لفظکی اصل ' کَر ' ہے جو بعد میں ' چَر ' بنی ہے[3] - اس کے آگے ' نا ' لگا کر پنجابی مصدر ' چَرنا ' بنا لی گئی ہے جو آج تک مستعمل ہے - اس لازم مصدر کی متعدی مصدر ' چرانا ' بھی اسی اصل سے ہے -

فارسی اصل یعنی ' چر ' کے بعد ' الف ' بڑھا کر ' چرا ' بنایا گیا اور فارسی کی بعض تراکیب میں رائج ہے - یہی ' چرا ' عمل قلب کے ذریعے ' چار ' بنا ہے - ' چار ' اور ' چرا ' دونوں پنجابی میں مویشیوں کے چرانے کے لیے آج تک رائج ہیں - جیسے کہتے ہیں ' ' توں بکریاں نوں چرا لیایا ایں ' (تم بکریوں کو چرا لائے ہو) یا ' میں مجھاں چار رھیا آں ' (میں بھینسیں چرا رہا ہوں) اسی ' چار ' سے ' چارہ ' (اسم) اور ' چارو ' (فاعل) بنے ہیں -

فارسی : چکسیدن بمعنی شرمندہ ہونا　　　پنجابی : چکسا ، چسکا، چسکا خور وغیرہ

اس لفظ کی فارسی اصل ' چکس ' ہے[4] ، اور اسی سے پنجابی میں اسم مصدر بنا یعنی چکسہ جو اب ' چکسا ' لکھا جاتا ہے جس کے معنی ایسی شرینی وغیرہ کے ہیں جس کی اکثر بچوں اور دوسرے لوگوں کو کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے - عمل قلب کے ذریعے یہی لفظ ' چسکا ' بنا - ' چسکا ' دراصل وہ چیز ہے کہ اگر لوگ

۱- طبری ، ص ۱۰۸ ؛ برھان ، ص ۶۲۹ -

۲- حرفوں کا اپنی اصلی ترتیب کو بدلنے کا نام عمل قلب ہے جو لسانیات کے بنیادی اور فطری اصولوں میں سے ایک ہے -

۳- داستان جم ، ص ۷۵ -　　　۴- برھان ، ص ۶۵۱ -

جان لیں کہ فلاں آدمی کو کسی چیز کے کھانے یا کوئی معیوب کام کرنے کی عادت ہے تو شرمندہ ہو۔ اس لحاظ سے فارسی معنی بھی آج تک اسی لفظ میں محفوظ ہیں۔

فارسی : چُکیدن بمعنی چوسنا[۱]   **پنجابی : چُک** (اٹھانا) ، **چَک** (اٹھانا) ، **چُنگ** (چُنگھ) بمعنی چوسنا

فارسی کی یہ مصدر متروک ہے ، لیکن اس کی صورت اور معنی سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ پنجابی کے مندرجہ بالا الفاظ اسی سے لئے گئے ہیں۔

فارسی : چلیدن بمعنی چلنا   **پنجابی : چل ، چلنا ، چل چلاؤ ، چلو وغیرہ**

اس لفظ کی اوستائی اور سنسکرت اصل ' چَر '[۲] ہے جو بعد میں ' چل ' بنی (ر کے ل سے بدلنے کے بعد) جس سے یہ فارسی مصدر اور پنجابی اردو الفاظ وجود میں آئے۔ امیر خسرو دہلوی کا ایک شعر بھی ہماری اس بات کی تائید کرتا ہے :

از چلچل تو پای من زار شد کچل
من خود نمی چلم تو اگر می چلی بچل   (آنند راج)

فارسی : چَنگیدن بمعنی بات کرنا   **پنجابی : چانگاں مارنا ، چانگراں مارنا ، چانگڑ ، چُنج**

اس لفظ کی اصل ' چَنگ ' ، ' چِنگ ' یا ' چُنگ '[۳] ہے۔ جس کے معنی بات کرنے کے ہوتے ہیں۔ پنجابی کے مندرجہ بالا تمام الفاظ بھی اسی اصل سے بنے ہیں اور آج تک رائج ہیں۔ ہمارے خیال میں پنجابی لفظ ' چُنج ' (پرندے کی چونچ) بھی ' چُنگ ' کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ چونکہ پرندہ اسی سے بولتا ہے۔ خواجہ نصیرالدین طوسی کا یہ شعر سند کے طور پر پیش ہے :

ہمان بہتر کہ در بزم افاضل   ز دانشہای خود چیزی نچنگی

ویسے بھی پنجابی میں ' چُنج ' بعض اوقات انسانوں کے لیے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں : ' تیری چنج کدی بند وی ہوئی اے ' یعنی تیرا منہ کبھی بند بھی ہوا ہے۔

فارسی : چیندن بمعنی چننا   **پنجابی : چُننا ، چُن ، چونی ، چگنا وغیرہ**

اس لفظ کی اوستائی اصل ' چِن '[۴] ہے جو زیر کی اشباع کے ساتھ ' چین ' بنی اور اس فارسی مصدر میں آج تک رائج ہے۔ لیکن پنجابی کے جالندھر ، ہوشیار پور کے لہجے میں آج تک ' چننا ' کہتے ہیں جو بعض دوسرے پنجابی لہجوں میں چُننا بن گیا۔ بلوچی زبان میں بھی اصل ' چِنگ ' کی صورت میں آج تک رائج ہے جس کے

۱۔ فرہنگ نفیسی۔
۲۔ برہان ، ص ۶۱۱۔
۳۔ فرہنگ نفیسی۔
۴۔ برہان ، ص ۶۷۶۔

معنی بھی چُننا ہے - یہی اصل ' ن ' حذف کے ساتھ ' چُگ ' بنی ہے جو پنجابی لفظ ' چگنا ' میں موجود ہے -

فارسی : چوشیدن بمعنی چوسنا **پنجابی : چوسنا ، چوسنی ، چوپ**

اس لفظ کی اصل ' چوش '[۱] ہے جو بعد میں ' چوس ' بنی ، اور آج تک اپنی اصل شکل میں رائج ہے - بعض علاقوں میں یہی لفظ ' چوپ ' کی صورت میں بھی موجود ہے -

فارسی : خواستن بمعنی چاھنا اور بلانا **پنجابی : سدنا ، سدا**

اوستائی اصل کے مطابق اس لفظ کی قدیم صورت xvah[۲] اور xvas ہے ، ایکن قدیم ہندوستانی میں اس اصل کی ایک صورت ' svad ' ہے جو ' v ' کے حذف کے بعد ' سد ' بنی ہے اور آج تک پنجابی میں ' بلانا ' کے معنوں میں مستعمل ہے - ' سدا ' بمعنی پیغام یا سنیہا (پیغام) بھی اسی اصل سے بنے ہیں -

فارسی خفتن بمعنی سونا **پنجابی : سونا ، سپنا ، خواب ، سئیس ، سم پیا**

اوستائی زبان میں اس لفظ کی اصل 'xvap' اور قدیم ہندی میں 'svap'[۳] ہے - جو ہندوستانی زبانوں میں ' سپ ' بنی اور سپنا میں آج تک محفوظ ہے -

چونکہ ' پ ' اور ' ف ' آپس میں لسانی طور پر بدل جاتے ہیں اس لئے یہی مادہ (سپ) پہلے ' سُف ' اور پھر ' سُف' بنا جو پنجابی ' سُفنا ' میں موجود ہے جس کے معنی خواب کے ہیں - یہی اصل (سَف) ' ف ' کے ' و ' سے بدلنے کے بعد ' سَو ' بنی جو ' سَونا ' میں آج تک موجود ہے - اسی مادے ایک اوستائی صورت 'xvafna' ہے یعنی ' خَوَفَن ' جو لسانی تحولات کے زیر اثر ' سم ' بنی اور آج تک ملتانی لہجے میں مستعمل ہے اور جس کے معنی سونے کے ہیں- اسی مادے کی ایک پہلوی صورت xvāb (خواب) بھی تھی جو پنجابی میں ' خاب ' اور ' کھاب ' بمعنی سُفنا (خواب) آج تک موجود ہے -

فارسی : خشت بمعنی اینٹ **پنجابی : اٹ**

یہ لفظ اوستائی اصل 'ishtya'[٤] (اشتَ) سے بنا ہے - جس کی پہلوی صورت xisht (خشت) ہی تھی- پنجابی میں ' ش ' کے حذف کے بعد یہی لفظ پہلے ' اِتَ ' اور بعد ازاں ' اٹ ' جو اب تک اینٹ کے معنوں میں رائج ہے - بلوچی میں بھی لفظ ' اشت ' اینٹ کے معنوں میں اب تک مستعمل ہے - خود اردو لفظ ' اینٹ ' بھی اسی اصل سے ہے -

---

۱- برھان ، ص ۷٦٠ -
۲- داستان جم ، ص ۹۹ -
۳- بار تولمه ۱۸٦۲؛ برھان، ص ۱٦۷ -
۴- گرے ، ص ۱۸ -

فارسی : خسر بمعنی سسر　　　**پنجابی : سوهرا ، سس**

اس لفظ کی سنسکرت اصل svasru[1] ہے - جو لسانی تحولات سے گذر کر فارسی میں ' خسر ' بنی -

پنجابی میں بھی اصل پہلے 'sasra' بنی اور پھر ' سُسرا ' اور پھر دوسری ' س ' کے ' ھا ' سے بدلنے کے بعد ' سهرا ' یا ' سوهرا ' بنی - مؤنث و مذکر کی تصریف میں بھی اصل ' svas ' اور پھرsas یعنی سسّ بنی جو اردو ' ساس ' ہے -

فارسی : خاییدن بمعنی چبانا　　　**پنجابی : کهادا ، کهانا ، کهایا وغیره**

اس مصدرکی اوستانی اصل 'khād+ati'[2] ہے- (خاد+اتی)- ' خاد ' اصل لفظ ہے اور ' اتی ' لاحقہ ہے - یہ اصل لسانی تحولات کے زیر اثر پہلے ' خاذ ' اور پھر فارسی میں ' خای ' بنی یعنی ذال کے یاء میں بدلنے کے بعد اور اس مصدر میں محفوظ ہے - لیکن پنجابی لفظ ' کهادا ' یعنی کهایا اپنی اصل (خاد) کے بہت قریب ہے - پنجابی اور اردو کی مصدر ' کهانا ' بھی اسی اصل سے بنی ہیں -

فارسی : دادن بمعنی دینا　　　**پنجابی : دینا ، دہ، تهہ ، دان ، داتا ، دس ، دیالو**

اس لفظکی اوستانی اصل ' دا '[3] ہے جوبعض علاقوں میں مختلف صیغوں میں استعمال کے وقت ' د ذا ' بنی ہے اور بعد میں ' دھا ' اور ' دہ ' بنی - یہی ' دہ ' آج تک فارسی کی طرح پنجابی میں بھی بطور فعل امر رائج ہے - جیسے کہتے ہیں ' مینوں روٹی دہ ' (مجھے روٹی دو) پنجابی مصدر ' دینا ' بھی اسی سے ہے - غالباً ' دان ' اور ' دیالو ' بھی اسی سے بنے ہیں - اس لفظ کی قدیم ہندوستانی اصل ' دات ' تھی جو ' داتا ' (دینے والا) کی صورت میں آج تک رائج ہے - فارسی اصل ' دِہ ' ہی پنجابی میں آ کر ' تهہ ' بنی ہے (د کو ت سے بدل کر) جو پنجابی میں اجڑے ہوئے گاؤں یا چھوٹے سے گاؤں کو کہتے ہیں - اس مصدر کی قدیم اصل کئی صورتوں میں رائج رہی ہے- ان میں سے ایکَ ' دس ' بھی ہے- یوں بھی لسانی اصولوں کے مطابق ' ہ ' اور ' س ' آپس میں بدل جاتے ہیں - چنانچہ ' دَس ' آج بھی ' ادھر دکھاؤ ' کے معنوں میں رائج ہے جیسے پنجاب کے بعض علاقوں میں کہتے ہیں ' اپنا رومال ذرا مینوں دس نا ' (اپنا رومال ذرا مجھے دیکھاؤ نا) -

---

۱- گرے، ص ۱۳۵ برهان ، ص ۷۴۸ -　　۲- گرے، ص ۸۷ ؛ هرن ص ۱۰۴ -
۳- هرن ، ص ۱۱٦ ؛ نیبرگ ص ۴٦ -

فارسی : داشتن بمعنی رکھنا **پنجابی : دھرنا**

اس لفظ کی اوستائی اصل ' در '[۱] ہے جو لسانی تحولات سے گذر کر ' دار ' اور ' داش ' بنی - لیکن پنجابی میں بھی اصل حرف اوّل کے بعد ' ہ ' بڑھانے سے ' دھر ' بنا جو پنجابی لفظ ' دھرنا ' (رکھنا) میں موجود ہے اور یہ لفظ اپنی اصل سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت فارسی لفظ ' داش ' یا ' دار ' کے -

فارسی : دام بمعنی حیوان ، چوپایہ **پنجابی : ڈنگر**

اس لفظ کی اوستائی اور سنسکرت اصل بالترتیب dām اور dam[۲] ہے - جو فارسی میں بھی ' دام ' ہی رہی - لیکن پنجابی میں بھی اصل ' م ' کی ' ن ' سے تبدیلی کے بعد ' دن ' اور اس کے بعد ' ڈن ' اور پھر غالباً فاعلی ' گر ' لگنے کے بعد ' ڈنگر ' بنی جس کے معانی پہلے پہل حیوانیت کے تھے لیکن بعد ازاں یہ لفظ چوپایوں اور حیوانوں کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا -

فارسی : دوشک بمعنی موسم سرما میں کندھوں پر ڈالنے کا بھاری کپڑا **پنجابی : دُھسہ**

لسانی اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قدیم زمانے میں اگر کسی لفظ کے آخر میں ' ک ' ہو تو بعد میں آ کر ' ہ ' بن جاتی ہے - مثلاً ' سالہ ' (دوسالہ ، سہ سالہ) جو قدیم زبانوں میں ' سالک ' تھا - نیز پہلوی میں ' بندک ' تھا جو فارسی میں ' بندہ '[۳] بنا - اسی طرح یہ لفظ بھی پہلے دوشک سے ' دوشہ ' اور پھر ' دُھسہ ' بنا جو آج تک پنجابی میں رائج ہے -

فارسی : دویدن بمعنی دوڑنا **پنجابی : دوڑ ، دھاوا ، دھاڑو**

قدیم ہندوستانی میں اس لفظ کا مادہ dhāva (دھاوَ) ہے - جو فارسی میں ' دَوْ '[۴] (dav) ہوا لیکن پنجابی میں ' ر ' اور اس کے بعد ' ڑ ' کے اضافے سے ' دوڑ ' بنا - پنجابی لفظ ' دھاوا ' اور ' دھاڑو ' اس کی مختلف صورتیں ہیں - اسی مادے یعنی ' دو ' (dav) سے پنجابی میں ایک محاورہ آج تک بولا جاتا ہے - جیسے لوگ کہتے ہیں ' دَوَا دَوْ کم مُکا لے ' (یعنی جلدی جلدی کام ختم کر لو) یہ لفظ فارسی ' دَوَا دَو ' کی صورت میں مستعمل ہے - پنجابی لفظ نے فارسی کی بہ نسبت اصل مادے کو زیادہ صحیح صورت میں محفوظ رکھا ہے -

فارسی : دہ بمعنی دس **پنجابی : دس ، دہ ، دہے (محرم کے پہلے دس دن)**

اس لفظ کی اوستائی اصل dasa[۵] (دَس) ہے - جس کی پہلوی صورت dah تھی جو

۱- داستان جم ، ص ۱۱۰ -
۲- گرے ، ص ۹ -
۳- گرے ، ص ۵۲ -
۴- زلمان ، ص ۹۷ -
۵- گرے ، ص ۱۲ -

فارسی میں آ کر بھی ' دَہ ' ہوگئی اور اب تک رائج ہے ۔ لیکن پنجابی میں ' دس ' زیادہ رائج ہے ، اور ' دہ ' قدرے کم ۔ ' دس ' اپنی اصل کے زیادہ قریب ہے ۔

فارسی : دیدن بمعنی دیکھنا / ویندن بمعنی دیکھنا — پنجابی : دیکھنا ، دھیان ، دیدے ، دیدہ

قدیم ہندی میں اس کی اصل ' dhai '[۱] (دھئی) ہے جو آج کل کی پنجابی کے ' دھیان ' میں اور ' دھاونا ' (سرائیکی لہجہ) اور اردو ' دھونا ' میں موجود ہے ۔ اسی اصل کی اوستائی صورت vāina[۲] تھی جو پنجابی میں آ کر vʰain (وھن) بنی جو ' ویہنا ' (دیکھنا) یا ' ویہندا ' میں اپنی اصل کے زیادہ قریب نظر آ رہی ہے ۔

فارسی : رشتن بمعنی رسّی، دھاگہ وغیرہ بٹنا — پنجابی : رسّی ، رسّہ

اس لفظ کی اوستائی اصل ' ریس '[۳] ہے ۔ جس کی ایک صورت ' رِش ' اور دوسری ' ریس ' بنی ۔ فارسی مصدر ' رشتن ' و ' ریسیدن ' اسی سے وجود میں آئیں ۔ بلوچی زبان میں آج بھی ' ریسغ ' اور ' ریسگ ' بمعنی بٹنا مستعمل ہے ۔ پنجابی الفاظ ' رسی ' اور ' رسہ ' اسی سے بنے ہیں ۔

فارسی : زادن بمعنی جننا — پنجابی : جننا ، جمنا ، جندے ، جنی ، جنا ، جاتک ، جِچ

اس لفظ کا اوستائی اور سنسکرت مادہ ' زن '[۴] ہے جو بعد میں ' یم ' اور ازاں بعد ' جم ' بنا ۔ پنجابی کے مندرجہ بالا الفاظ انہیں مادوں میں سے بنے ہیں ۔ اسی مادے کی ایک صورت ' زات ' اور ' زاک ' بھی تھی جس سے ' جاتک ' (جاکت) بمعنی بچہ اور ' جِچ ' (زچ) وغیرہ وجود میں آئے ۔

فارسی : زبان — پنجابی : جیب (جیبھ)

اس لفظ کی اوستائی اصل ' hizva '[۵] ہے ۔ جو پہلوی میں ' uzvān ' اور فارسی میں ' zabān ' (زبان) بنی ۔ لیکن یہی اصل یعنی ' hizva ' حرف اول کے حذف کے بعد izva بنی اور پھر عمل قلب کے نتیجے میں zīv اور پھر zīb اور بعدازاں Jʰīb (جیب یا جیبھ) بنی جو آج تک زبان کے معنوں میں پنجابی میں عام استعمال ہوتی ہے ۔ خود فارسی لفظ ' زبان ' تھوڑے سے تلفظ کے اختلاف کے ساتھ (یعنی جبان) پنجاب کے دیہات میں اکثر بولا جاتا ہے ، اور ' زبان ' بذات خود بھی عام مستعمل ہے ۔

۱۔ داستان جم ، ص ۲۷ ۔
۲۔ زلمان ، ص ۸۸ ۔
۳۔ هرن ، ص ۱۳۷ ۔
۴۔ هرن ، ص ۱۴۳ ۔
۵۔ گرے ، ص ۱۸ ۔

فارسی : زدن بمعنی مارنا — **پنجابی : جا تو (بیل گاڑی کی ایک لٹھ)**

اس مصدر کی پہلوی زبان میں اصل ' zatan ' (زتن)[1] ہے - اس میں اصل مادہ ' زت ' ہے - جو پنجابی میں ' زات ' اور پھر بعد میں ' جات ' اور ' جاتو ' بنی -

فارسی : زدودن بمعنی صاف شفاف کر دینا — **پنجابی : دھاونا (سرائیکی) بمعنی نہانا بدن کو مل کر صاف کرنا**

اس لفظ کی قدیم ہندوستانی میں اصل ' ذاوْ '[2] تھی - جو بعد میں ' داو ' پھر ' دھاو ' (dʰāv) بنی اور ' دھاؤنا ' بمعنی نہانا اور بدن کو مل مل کر پاک صاف کرنا آج تک رائج ہے - فارسی ' زدودن ' بھی اسی اصل سے ہے -

فارسی : زیستن بمعنی جینا — **پنجابی : جینا ، جی (ایک جان)**

قدیم فارسی میں اس مصدر کی اصل ' جی '[3] ہے - جو ' ج ' کے ' ز ' سے بدلنے کے بعد ' زی ' بنی اور فارسی مصدر اس سے بنائی گئی - لیکن پنجابی لفظ ' جی ' (ایک جان) اور ' جینا ' براہ راست قدیم اصل سے وجود میں آئے ہیں - اردو میں ' جی ' اور ' جینا ' بھی اسی اصل سے رائج ہے -

فارسی : ساختن بمعنی کسی کے ساتھ بنا کر رکھنا — **پنجابی : ساک ، سکا ، ساکا کاری ، ساکا داری**

اس فعل کا اوستائی مادہ ' سک '[4] ہے جو بعد میں ' سخ ' اور پھر ' ساخ ' بنا اور فارسی مصدر میں آج تک موجود ہے - اصل مادہ یعنی ' سک ' حرف اوّل کی زبر کے اشباع کے ساتھ ' ساک ' بنا جو آج تک پنجابی میں رشتے دار کے معنوں میں رائج ہے - ' ساک ' بھی دراصل وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے ساتھ بنا کر رکھی ہوتی ہے - پنجابی میں سکا (بھائی) بھی اسی اصل سے ہے جو اردو میں ' سگا ' (بھائی) کہلاتا ہے - پنجابی کے الفاظ فارسی کی بہ نسبت اپنے اصل مادے سے زیادہ نزدیک ہیں اور پنجابی الفاظ میں اس اصل کی قدیم ترین صورت محفوظ ہے -

فارسی : سختن بمعنی سکنا ، قدرت رکھنا، توُلنا — **پنجابی : سکت**

اس لفظ کی اوستائی اصل ' سک '[5] ہے جو بعد میں ' سخ ' بنا اور اس مصدر میں موجود ہے - لیکن سنسکرت میں یہی اصل ' سکت ' بمعنی قدرت اور توانائی کے رائج تھی - پنجابی کا ' سکت ' وہی لفظ ہے جیسے کہتے ہیں ' تاپ پاروں میرے

۱- ھرن ، ص ۱۰۵ -
۲- برھان ، ص ۸۰۰ ؛ طبری ، ص ۶۰ -
۳- داستان جم ، ص ۶۱ -
۴- داستان جم ، ص ۱۱۴ ؛ زلمان ، ص ۷۹ -
۵- برھان ، ص ۱۱۷۲ -

وچ اٹھن دی سکت نہیں رہی ' (بخار کی وجہ سے مجھ میں اٹھنے کی ہمت نہیں رہی)
اردو مصدر ' سکنا ' بھی اسی اصل سے بنی ہے -

فارسی : ستان (مکان کا لاحقہ) یعنی جگہ — پنجابی : تھاں

ہندوستان کی قدیم زبان سنسکرت میں یہ لفظ بلکہ لاحقہ ' ستھاں '[۱] ہے - (بمعنی جگہ) جو ' ستان ' کی صورت میں فارسی الفاظ کے آخر میں نظر آتا ہے - مثلاً بلوچستان ، خوزستان ، گلستان ، خارستان وغیرہ - لیکن یہی اصل (ستھاں) پنجابی میں ' سین ' کے حذف کے بعد (جو ساکن تھی) ' تھاں ' باقی رہا اور پھر ' تھاں ' (نون غنہ کے ساتھ) بولا گیا اور آج تک جگہ کے معنوں میں مستعمل ہے - اردو میں گھوڑے کا ' تھان ' بھی غالباً یہی لفظ ہے -

فارسی : سرد بمعنی ٹھنڈ — پنجابی : سیت

اس لفظ کی اوستائی اصل ' sareta '[۲] ہے جو لسانی تحولات کے زیر اثر ' سرت ' (sart) اور پھر ' سرد ' (sard) ہوئی، لیکن پنجابی میں یہی اصل درمیانی ' را ' کے حذف کے بعد ' سیت ' (set) اور پھر ' سِیت ' (sīt)[۳] بنی جو آج تک ' بہت ٹھنڈ ' کے معنوں میں محفوظ ہے جیسے کہتے ہیں ' ٹھنڈا سیت پانی ' (یعنی بہت ہی ٹھنڈا پانی) -

فارسی : سرشتن بمعنی چیزوں کا آپس میں ملا دینا - جیسے آٹا گوندھنا ، یا مختلف رنگوں کا آپس میں ملا دینا - چمٹنا — پنجابی : سریش ، سلیش

اس لفظ کی اوستائی اصل 'سریش '[۴] ہے جس سے ' سر شتن ' بنا ہے - لیکن سنسکرت اصل ' سلیش '[۵] ہے - یعنی مادے کا ' ر ' ، ' ل ' میں بدلا ہے جو لسانی اصولوں کے عین مطابق ہے - پنجابی الفاظ خود اوستائی اور سنسکرت اصل سے بنے ہیں ، جیسے کہتے ہیں کہ ' فلاں بندہ تے سلیش بن کے چمبڑ جاندا اے ' یعنی فلاں آدمی تو سریش بن کے چمٹ جاتا ہے -

فارسی : سزیدن یعنی لائق ہونا ، مستحق ہونا — پنجابی : سجنا ، سج جانا (زیب دینا)

اس لفظ کی اوستائی اصل ' سَچ '[۶] ہے جو ہندوستانی زبانوں میں آ کر ' سج '

۱- گرے ، ص ۱۲
۲- گرے ، ص ٦
۳- گرے ، ص ۲۱٦
۴- برھان ، ص ۱۱۲۴
۵- هرن ، ص ۱٦۲
٦- داستان جم ، ص ۱۱۴

بنا - پنجابی کے یہ الفاظ اسی اصل سے بنے ہیں - جیسے کہتے ہیں ' ایہہ گل تینوں سجدی نہیں ' (یہ بات تمہیں زیب نہیں دیتی) -

فارسی : سوختن بمعنی جلنا ، سوکھ جانا — **پنجابی : سُکنا ، سُک جانا ، سُکا ، سوکا**

اس مصدر کا اوستائی مادہ ' سُک '[۱] ہے جو سنسکرت میں ' سُکھ ' اور اردو میں ' سوکھ ' بنا۔ لیکن پنجابی میں آج بھی اصل مادہ جوں کا توں رائج ہے اور اسی اصل سے مختلف پنجابی الفاظ سکا ، سوکا ، سک وغیرہ بنے ہیں -

فارسی : سوگیدن بمعنی غمگین ہونا ، آہ و زاری کرنا — **پنجابی : سوگ**

اس لفظ کی فارسی اصل ' سوگ '[۲] ہے - جو بعینہ پنجابی میں بھی مستعمل ہے -

فارسی : سوزیدن بمعنی جلنا — **پنجابی : سُج جانا ، سوج وغیرہ**

ایران کی قدیم زبان اوستائی میں اس لفظ کی اصل ' saochay '[۳] ہے - جس کے معنی جلنا تھے- یہی اصل پہلوی میں ' sōchem ' بنی اور فارسی میں ' چ ' کے ' ز ' میں بدلنے کے بعد ' سوز ' بنی - سوزیدن مصدر اسی سے بنائی گئی تھی ، لیکن پنجابی میں پہلوی اصل ' چ ' کے ' جیم ' میں بدلنے اور ' میم ' کے حذف کے بعد ' سوج ' بنی جس سے ' سُج جانا ' فعل بھی مستعمل ہے - اردو میں سوجن اور سوجنا بھی اسی اصل سے بنے ہیں -

فارسی : سہ بمعنی تین — **پنجابی : ترے (تین)**

اس لفظ کی سنسکرت اصل ' trayo '[۴] ہے جو اوستائی میں ' thray ' (ترے) ہے جو فارسی میں لسانی تحولات سے گذر کر پہلے ' سرے ' اور پھر ' ر ' کے حذف کے بعد سہ بنی - پنجابی لفظ ' ترے ' (تین) بھی اسی سے ہے -

فارسی : سہمیدن بمعنی ڈرنا — **پنجابی : سہم جانا**

فارسی کی یہ مصدر پہلوی لفظ ' سہم '[۵] کے بعد علامت مصدر لگا کر بنائی گئی ہے اور خود یہ لفظ بعینہ آج تک پنجابی زبان میں انھیں معنوں میں مروج ہے -

---

۱- ھرن ، ص ۱۶۶ ؛ برھان ۱۱۸۳
۲- برھان ، ۱۱۹۰
۳- داستان جم ، ص ۶۶
۴- گرے ، ص ۱۱ ؛ برھان ، ص ۱۱۹۳
۵- برھان ، ص ۱۱۹۷

فارسی : سہمستن بمعنی ڈرنا　　　پنجابی : سیہا ، سہ جانا ، سہہ مار کر بیٹھنا

اس لفظ کی اصل ' سہ '[1] ہے - جو پنجابی کے لفظ ' سیہا ' میں آج تک رائج ہے - ' سیہا ' بمعنی ڈرنے والا ہے ، اور خرگوش کو پنجابی میں اسی لیے ' سیہا ' کہتے ہیں کہ وہ بہت ڈرنے والا جانور ہے - پنجابی لفظ ' سَیہا ' اپنی اصل کے زیادہ قریب ہے بہ نسبت فارسی خرگوش کے - یہی اصل یعنی ' سہ ' اردو میں ' سہ ' بن گئی اور سہ مار کے بیٹھنا رائج ہوا - جس کے معنی چھپ کے بیٹھنے کے ہیں -

فارسی : شمردن بمعنی گننا ، شمار کرنا　　　پنجابی : مارنا

اس لفظ کی اوستائی اصل osh+mar[2] ہے - جو فارسی میں ' شماردن ' اور ' شمردن ' کے طور پر مستعمل ہے - لیکن جس کی قدیم تر صورت ' mareta ' بمعنی مارنا یا کسی پر حملہ کرنا تھی - اس صل یعنی (mareta) میں ' eta ' لاحقہ ہے ، اور اصل لفظ ' mar ' (مر) ہے جو اشباع فتحہ سے ' مار ' بنا اور پنجابی لفظ مارنا وغیرہ میں اب تک محفوظ ہے -

فارسی : فریفتن بمعنی فریب دینا　　　پنجابی : لیسی لانا، (چاپلوسی ، دھوکہ)

اس مصدر کی قدیم ہندوستانی میں اصل ' par+rēp '[3] ہے - جو فارسی میں ' فریفتن ' بنی ، لیکن پنجابی میں یہی اصل یعنی ' rēp ' ، ' لیپ ' بنی (ر کے ل میں بدلنے کے بعد) - جو لیسی لگانا میں آج تک مستعمل ہے -

فارسی : فرسردن بمعنی پرانا ہو جانا ، گھس جانا　　　پنجابی : گھسنا ، گھسانا ، سان

اوستائی زبان میں اس لفظ کی اصل ' fra+sāna '[4] (فرسان) ہے - اس میں ' سان ' اصل مادہ ہے اور ' فر ' سابقہ ہے - یہی اصل بعد میں ' سا ' اور ' سو ' بنی جو فارسی مصدر میں موجود ہے - ہندوستانی زبانوں میں یہ اصل دو صورتوں میں محفوظ ہوئی - ایک گ+سا جو ' گھسانا ' اور ' گھسنا ' وغیرہ میں آج تک محفوظ ہے اور دوسری خود اوستائی ' سان ' جس پر لوہے کی کوئی چیز گھسائی جائے -

---

۱- برہان ، ص ۱۱۹۷ -　　　۲- ھرن ، ص ۱۷٦ ؛ برہان ، ص ۱۲۹۱ -

۳- ھرن ، ص ۱۸۴ ؛ داستان جم ، ص ۱۳٦ -

۴- بارتولمہ ، ص ۱۰۰۱ ؛ لیبرگ ، ص ۷۳ -

فارسی : کاہ } بمعنی گھاس　　　　پنجابی : گھاہ (کہاہ)
گیاہ

اوستائی زبان میں اس لفظ کی اصل crass[1] (کراس) ہے جو لسانی تحولات سے گذر کر پہلے 'کاس' اور پھر پہلوی میں 'کاہ' اور 'گیا' بنی اور آج تک فارسی میں رائج - یہی فارسی لفظ 'کاہ' حرف اول کے بعد آدھی 'ہ' بڑھانے سے 'کہاہ' اور پھر 'گھاہ' بنا جو پنجابی میں ہر جگہ مستعمل ہے -

اردو گھاس بھی اسی اصل سے ہے اور اپنی قدیم صورت کے زیادہ قریب ہے -

فارسی : کاستن بمعنی گھٹنا　　　　پنجابی : گھٹ (گھٹ) گھٹنا (گھٹنا)

اس مصدر کی اوستائی اصل 'کاس'[2] ہے جو بعد میں 'کاہ' بنی اور اس مصدر کے مضارع 'کاہد' میں موجود ہے - ایک ماہر لسانیات کے مطابق اس اصل کی قدیم تر صورت 'کاستی' (kasti) تھی جو ہندوستانی زبانوں میں آ کر 'khat' بنی - یہی اصل پنجابی لفظ کھٹ (گھٹ) یعنی 'کم' میں آج تک موجود ہے -

فارسی : کردن بمعنی کرنا　　　　پنجابی : کرنا

قدیم آریائی زبان اوستا میں اس لفظ کو ہم 'keren + aoiti'[3] کی شکل میں دیکھتے ہیں جس کے معنی 'بنانا' کے ہیں - یہی لفظ فارسی میں اوستائی لاحقے کے حذف کے بعد 'کر' بنا جس سے مصدر 'کردن' بنائی گئی - پنجابی لفظ 'کرنا' بھی اسی اصل یعنی 'کر' سے بنایا گیا ہے -

فارسی : کشتن بمعنی مارنا　　　　پنجابی : کوہنا ، کُسنا (مارنا ، ذبح کرنا)

اس مصدر کی سنسکرت اصل 'کوش'[4] ہے جو بعد میں 'کوس' اور پھر 'کوہ' بنی کیونکہ لسانی اصولوں کے تحت 'ش'، 'س' میں اور 'س' 'ہ' میں بدل جاتی ہیں - دونوں پنجابی لفظ 'کوہنا' اور 'کُسنا' انہیں دو مادوں سے بنے ہیں اور آج تک رائج ہے - یہی اصل یعنی 'کوش'، 'و' کی تخفیف کے ساتھ 'کش' بنی جو 'کشتن' میں موجود ہے -

---

۱- ہوبشمان ، ص ۸۴۰ ؛ برہان ، ص ۱۵۸۳ -
۲- ہرن ، ص ۱۸۵ ؛ زلمان ، ص ۸۳ -
۳- ہرن ، ص ۱۸۹ ؛ داستان جم ، ص ۶۰ -
۴- ہرن ، ص ۱۹۱ ؛ طبری ، ص ۴۷

فارسی : کوفتن بمعنی کوٹنا ۔ مارنا ۔ پنجابی : کٹنا

اس لفظ کی اوستانی اصل ' kōb '[1] اور بعد میں ' kōf ' تھی ۔ لیکن اس مادے کی ' کردی ' اصل ' kūt ' ہے ۔ پنجابی لفظ ' کٹنا ' اور ' کوٹنا ' اسی اصل سے بنے ہیں ۔

فارسی : گوالیدن بمعنی بڑھنا پنجابی : ودھنا

اس مصدر کی ہندوستانی اصل ' vi+vardh '[2] ہے، جو ' r ' کے حذف کے بعد ' vadh ' یعنی (ودھ) رہ گئی ۔ اور پنجابی میں آج تک مستعمل ہے ۔ اسی اصل کا سابقہ یعنی vi (وِ) فارسی میں آ کر ' گ ' بنا اور ' varh ' کے ' h ' کے حذف اور ' ر ' کے ' ل ' میں بدلنے کے بعد ' ول ' بنا جو بعد میں ' وال ' ہوا اور یوں ' گوال ' بنا اور آج تک اس فارسی مصدر میں محفوظ ہے ۔

فارسی : گاو بمعنی گائے پنجابی : گاں ۔ گئو

اس لفظ کی اوستائی اصل gāu[3] ہے ۔ جو فارسی میں آ کر ' گاوْ ' بنی ۔ پنجابی میں یہی اصل gau (گئو) آج تک بعینہ رائج ہے ۔ بعض علاقوں میں اس اصل کے بعد ایک نون غنہ کا اضافہ کرکے ' گاں ' بولا اور سمجھا جاتا ہے ۔ اردو گائے بھی اسی اصل سے ہے ۔

فارسی : گذشتن بمعنی گذرنا ، عبور کرنا پنجابی : ترنا ۔ تارو ۔ ترنا ۔ تورنا

اس لفظ کی اوستائی اور قدیم ہندوستانی اصل ' tar '[4] (تر) ہے ۔ جو ایک سابقے یعنی (وِ) کے ساتھ ' وِتر ' اور پھر ' وِتار ' بنی ۔ جو فارسی میں آ کر ' گُذار ' ہو گئی ۔ پنجابی میں ' ترنا ' ۔ ' تارو ' ۔ ' اور تورنا ' اسی اصل سے اور انھیں معنوں میں آج تک مروج ہیں ۔ یعنی ترنا اور تارو پانی پر سے گذرنا اور تُرنا اور تورنا خشکی پر سے گذرنا ۔

فارسی : گشتن ، گردیدن بمعنی لَوٹنا ، لَوٹ آنا پنجابی : پرَت ۔ پرَتنا

اس لفظ کی اوستائی اصل varet (وَرت)[5] ہے اور قدیم ہندوستانی میں ' vart ' ہے ۔ جس کے معنی وہی لوٹ آنے کے ہیں ۔ یہ پنجابی الفاظ اپنی ہندوستانی اصل کی ہی ارتقائی صورتیں ہیں ۔ کیوں کہ vart کے واؤ کے پ میں بدلنے سے ' part '

۱۔ داستان جم ، ص ۱۰۹ ؛ زلمان ۸۴ ؛ برہان ۱۷۳۲
۲۔ ہرن ، ص ۲۱۰ ؛ داستان جم ۷۸ ۔
۳۔ گرے ، ص ۵۹
۴۔ برہان ۱۷۷۸ ؛ ہرن ۱۹۹
۵۔ ہرن ص ۱۹۸ ؛ طبری ۱۸۱

(پرت) بنا ہے -

فارسی : گمیختن بمعنی ملا دینا **پنجابی : میچ - مِک (کسی چیز کو دوسری پر اچھی طرح چسپاں کر دینا)**

اس لفظ کی پہلوی اصل gu+mēc[1] (گومیک) ہے - جس میں 'گو' سابقہ ہے اور 'میک' اصل ہے - یہی اصل فارسی میں 'میخ' بنی ہے جو 'گمیختن' میں موجود ہے - لیکن پنجابی میں دو صورتوں میں رائج ہوئی - ایک 'مک' اور دوسری 'میچ' - اور یہ اصلیں فارسی کی بہ نسبت قدیم تر ہیں - چنانچہ ہم کہتے ہیں -

'مٹھ گھُٹ کے میچ لے' (یعنی مٹھی سختی سے بند کر لو) اسی طرح 'دروازہ مِک کے لائیں' (دروازہ سختی سے بند کرنا) -

فارسی / پہلوی } گیاک (giyāk) **پنجابی : گیا - جانا - وغیرہ**

یہ لفظ پہلوی 'giyak'[2] اور سنسکرت 'gāna' سے ہے - پنجابی اور اردو الفاظ 'گیا' اور 'جانا' دونوں اسی اصل سے ہیں -

فارسی : لابیدن / لافیدن } بمعنی لاف زنی کرنا یا لافیں مارنا **پنجابی : (لپھاں) لپھیڑے - لفاں مارنا (سمندری، دریائی لہروں کا اٹھنا یا ڈینگیں مارنا)**

اس مصدر کا سنسکرت مادہ 'l^hap'[3] ہے - جو فارسی میں جا کر 'lāb' (لاب) اور 'lāf' (لاف) بنا جس سے یہ مصدریں بنیں - لیکن سنسکرت کا یہی مادہ پنجابی میں پہنچ کر اپنے پرانے اصول کے مطابق lap (لپھ) بنا جس کی جمع 'لپھاں' آج تک دو معنوں میں رائج ہے، مثلاً

'راوی دیاں لپھاں کنڈھیاں تیکر آ رہیاں سن' (راوی کی لہریں کناروں تک آ رہی تھیں) -

'لپھاں مارنا نے اوہدی عادت بن گئی اے' (ڈینگیں مارنا تو اس کی عادت بن گئی ہے) - خود لافاں مارنا بھی پنجابی کے پڑھے لکھے حلقوں میں رائج ہے -

فارسی : مردن / مریدن } مرنا **پنجابی : مرنا - مری پیتا -**

اس لفظ کی اوستائی اور سنسکرت اصل 'مر'[4] (mar) ہے - جو ان فارسی مصادر میں موجود ہے - اسی اصل سے پنجابی کے یہ دونوں الفاظ 'مرنا' اور

۱- طبری ص ۱۲۳ ؛ برہان ۱۸۳۵ - ۲- برہان ص ۵۸۹ -

۳- ہرن ص ۲۱۲ - ۴- طبری ص ۷۷ ؛ ہرن ص ۲۱۸ -

' مری ہینا ' بنے ہیں جو آج تک مستعمل ہیں -

فارسی : مسیدن بمعنی ملنا پنجابی : مّسنا - مسّی

اس لفظ کی قدیم ہندوستانی اصل ' مَسّ '[1] ہے بمعنی کسی چیز کو چھوہنا - فارسی مصدر اسی ریشے سے ہے اور اصل تشدید کے ساتھ، ان دونوں پنجابی الفاظ میں محفوظ ہے - جیسے کہتے ہیں -

' رشید ویلنے تے بیٹھا شکر مسّ رہیا سی ' (رشید بیلنے پر بیٹھا شکر مل رہا تھا - اور جیسے کہتے ہیں -

' ہر روز سویر ویلے مسّی دنداں تے مَل لیا کر ' (ہر روز صبح کے وقت دانتوں پر مسی لگا لیا کر) -

فارسی : مگس بمعنی مکھی پنجابی : مکھی

اس لفظ کی اوستائی اصل ' makshi '[2] (مکشی) ہے - لسانی تحولات کے زیر اثر یہ لفظ فارسی میں ' مگس ' کے طور پر رائج ہوا ہے - لیکن پنجابی میں ' مکھی ' اپنے اصل کے زیادہ قریب ہے - اردو میں بھی یہ لفظ ' مکھی ' ہی ہے -

فارسی : میغ بمعنی بادل پنجابی : مینہ

اس لفظ کی اوستائی اصل ' maega '[3] ہے - جو فارسی میں آ کر mēgh (میغ) بنی اور اب تک بادل کے معنوں میں رائج ہے - یہی اصل لسانی تحولات سے گذر کر meh (مِہ) کی صورت میں بھی فارسی میں مستعمل ہے جس کے معنی دہند کے ہوتے ہیں - اسی ' meh ' پر ایک نون غنہ کا اضافہ کر کے پنجابی میں ' مینہ ' بمعنی بارش استعمال ہوتا ہے جو اردو میں بھی رائج ہے -

فارسی : ناخن پنجابی : نونہہ (ناخن)

اس لفظ کی سنسکرت اصل nakha[4] (نَخ) ہے - اور اس کی پہلوی اصل ' ناخن ' ہے جو فارسی میں بعینہ منقول ہوئی - لیکن پنجابی میں اصل کی ' خ ' کو ' ح ' سے اور پھر ' ہ ' سے بدلا گیا جس سے یہ اصل ' ناہن ' بنی اور بلوچی میں آج تک ناخن کے معنوں میں ' ناہن ' مستعمل ہے اور یہی اصل ہے جسے ہم آج کل nohun (نونہہ) کہتے ہیں -

---

۱- فرہنگ نفیسی -
۲- گرے ص ۱۳۹ -
۳- گرے ص ٦۰ -
۴- گرے ص ۵۹ -

فارسی : ناسیدن بمعنی اسقاط حمل　　　پنجابی : ناس مارنا ۔ ستیا ناس

اس مصدر کی قدیم ہندوستانی اصل ' ناس '' ہے ۔ جس سے یہ فارسی مصدر بنی ہے پنجابی اردو میں بھی یہی اصل آج تک مستعمل ہے جیسے کہتے ہیں ۔

' توں تے شے دا ناس مار چھڈیا اے ' (تم نے تو چیز کو تباہ یا خراب کر دیا ہے) ' ستیا ناس ' بھی اسی سے ہے ۔

فارسی : نام　　　پنجابی : ناں ۔ ناؤں وغیرہ

اس لفظ کی اوستائی اصل naman[۲] (نمن) ہے جو آخری نون کے حذف سے ' نم ' بنی ہے اور پھر اشباع فتحہ سے ' نام ' بنی ۔ یہی فارسی لفظ (نام) میم کے نون میں بدلنے کے بعد ' ناں ' بنا اور اب تک پنجابی میں رائج ہے ۔ پنجابی لفظ ' ناؤں ' بھی اسی اصل سے ہے ۔

فارسی : نشستن بمعنی بیٹھنا　　　پنجابی : سڈہ (راہ روک کر بیٹھنا دھرنا مار کر بیٹھنا)

یہ فارسی مصدر اوستائی اصل ni+had[۳] سے بنی ہے ۔ قدیم ہندوستانی میں بھی اصل ni+sad تھی ۔ اسی اصل میں ni سابقہ تھا جو حذف ہو گیا ۔ باقی sad (سڈ) بیٹھنے کے معنوں میں رائج رہا جو پنجابی کے اس لفظ میں زیر کی تبدیلی اور ' ہ ' کے اضافے کے ساتھ آج تک رائج ہے ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ :

' فلاں بندہ تے سِڈہ مار کے بیٹھا اے '

یعنی وہ بندہ تو دھرنا مار کر یا راہ روک کر بیٹھا ہوا ہے ۔

فارسی : نگندن بمعنی سینا یعنی کپڑا سینا　　　پنجابی : نگندہ ۔ نگندنا وغیرہ

اس مصدر سے اسم مصدر بائی یعنی ' نگندہ '[۴] یعنی بخیہ فارسی میں رائج نہیں ہو سکا ۔ لیکن پنجابی میں رائج ہوا اور آج تک مستعمل ہے جیسے کہتے ہیں ۔

' رضائی نوں ورلے ورلے نگندے نہ مار ' (یعنی رضائی کو کھلے کھلے بخیے نہ لگاؤ) اس لفظ سے پنجابی میں نگندہ بھرنا یعنی بخیہ لگانا رائج ہے ۔ نیز اسی سے پنجابی میں ' نگندنا ' مصدر کے طور پر بھی رائج ہے ۔

فارسی : نواختن بمعنی باجا یا اور کوئی آلات موسیقی بجانا　　　پنجابی : واج (آواز) بکنا

اس لفظ کی اوستائی اصل vak اور vach[۵] ہے ۔ جو فارسی میں آ کر ' واخ '

۱۔ فرہنگ نفیسی ۔　　　۲۔ گرے ص ۱۵ ۔

۳۔ ہرن ص ۲۳۱ ؛ ایران کودہ ۳۴

۴۔ برہان ص ۲۱۶۴ ۔　　　۵۔ داستان جم ص ۵۴ ؛ زلہان ص، ۸۱

بنی اور ' نواختن ' میں موجود ہے - اور ساتھ ہی ساتھ ' واز ' بنی جو ' واژہ ' (بمعنی) (لفظ) میں موجود ہے - اسی اصل کی پہلی صورت یعنی ' وک ' وہی ہے جو پنجابی میں آ کر ' بک ' بنی ہے اور بکنا اسی سے ہے - دوسری صورت یعنی ' واز ' وہی ہے جو آواز اور ' واج ' میں آج تک محفوظ ہے -

فارسی : نہاریدن بمعنی ناشتہ کھانا　　　پنجابی : نہاری - نہار (منہ)

اس مصدر کی فارسی اصل ' نہار '[۱] ہے جس کے معنی قدیم زمانے میں ناشتہ کرنے یا صبح صبح کچھ کھانے کے ہوتے تھے - لیکن آج کل دوپہر کے کھانے کو ' نہار ' کہتے ہیں پنجابی میں یہی لفظ ' نہاری ' کی صورت میں مستعمل ہے - یعنی صبح صبح خالی پیٹ کچھ کھانا - اس کے بعد مخصوص قسم کے ناشتے کو ' نہاری ' کہا جانے لگا - طبیب حضرات مریضوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ

' دوائی نہار مونہہ کھایا کرو ' (یعنی دوا ' صبح صبح خالی پیٹ کھانا) پنجابی کے ان دونوں الفاظ میں اصل معانی آج تک محفوظ ہیں جبکہ فارسی میں یہ لفظ اپنے معانی بدل چکا ہے -

فارسی : نہفتن بمعنی چھپنا　　　پنجابی : گھپ (گھپ)

اس لفظ کی اوستائی اصل ' gōp '[۲] (گوپ) ہے - جو فارسی میں آ کر ' ھفُ ' بنی اور ' نون ' کے سابقہ کے ساتھ ' نہفتن ' میں موجود ہے - لیکن یہی اصل (گوپ) حرف اول کے بعد آدھی ' ہ ' بڑھانے g^hop (گھپ) ہو جاتا ہے - جس کے معنی ایسا اندھیرا جس میں ہر چیز چھپ جائے - جیسے کہتے ہیں -

' ہر پاسے گھپ (گھپ) ہنیرا سی تے ہتھ نوں ہتھ نہیں سی دسدا ' (چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا اور ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا) -

فارسی : وزیدن بمعنی ہوا ، پانی وغیرہ کا چلنا　　　پنجابی : وگنا - وگدا - وگدی - ویہندا - ویہنی - ویہین وغیرہ

اس مصدرکی اوستائی اصل ' وز ' (vaz)[۳] اور قدیم ہندوستانی اصل ' vah '[۴] ہے جو ' ویہندا ' - ' ویہنی ' اور ' ویہین ' وغیرہ میں اب تک محفوظ ہے - لیکن اس کی پہلوی اصل vajitan ہے - جس میں اصل vaj ہے اور باقی علامت مصدر ہے - اس اصل سے فارسی میں vaz وز اور پنجابی میں vag (وَگ) بنا جس سے ' وگنا ' - ' وگدا ' - ' وگیا ' - ' وگدی ' وغیرہ آج تک رائج ہے - اسے اکثر ہم پانی اور

۱- برہان ص ۲۲۱۲ -　　　۲- زلہان ص ۸۷ ؛ ہرن ص ۲۳۷ -

۳- داستان جم ص ۸۷ -　　　۴- ہرن ص ۲۴۲ ؛ برہان ۲۲۷۹ -

ہوا وغیرہ کے چلنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی آدمیوں کے لئے بھی کہہ دیتے ہیں۔

'اونے یار وگیا وی آ' (اے دوست ذرا قدم بڑھا کے)

فارسی : ہفت بمعنی سات　　　پنجابی : ست

اس لفظ کی اوستائی اصل 'سَپت'[1] ہے جو سین کے ہا اور 'پ' کے 'ف' میں بدلنے سے 'ہفت' بنی اور فارسی میں رائج ہوئی۔ لیکن یہی اصل (سپت) پ کے حذف کے بعد 'ست' بنی جو پنجابی میں آج تک رائج ہے۔ اور فارسی کی بہ نسبت اپنی اصل کے زیادہ قریب ہے۔ اردو کا لفظ 'سات' بھی اشباع فتحہ کے ساتھ اسی اصل سے ہے۔

فارسی : ہنگام ، بمعنی باہم ملاقات ، دو وقتوں کا نکتہ اتحاد　　　پنجابی : سنگھ

اس لفظ کی اوستائی اصل han+gamana[2] (ہنگمن) ہے جو اصل کے دوسرے حصے کے حذف اور 'ہن' (han) کے نون کے میم سے بدلنے کے بعد 'ہم' بنا اور نکتہ اتحاد یا باہمی اتفاق وغیرہ کے معنوں میں رائج ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ آخری 'ana' کے حذف کے بعد hangām 'ہنگام' بنا اور اب تک مستعمل ہے۔

لیکن اردو میں یہی اصل ana کے حذف اور 'ہ' کے 'س' میں بدلنے سے سنگم بنا اور پھر حرف اول کے بعد آدھی ہ بڑھانے سے (جو ہندوستانی زبانوں کا خاصہ ہے) 'sʰangam' بنا جسے اردو والے سنگھم لکھتے ہیں۔ یہی اصل لسانی تحولات کے زیر اثر پنجابی میں پہلے 'hang' اور پھر 'sʰang' بنی جسے 'سنگھ' لکھتے ہیں یعنی 'گلا' جو در اصل دو تین راستوں کا نکتہ اتحاد ہوتا ہے۔

فارسی : یک بمعنی ایک　　　پنجابی : اک ۔ ہک ۔ ایکا ۔ اکو ۔ ہکو وغیرہ

اس لفظ کی سنسکرت اصل 'ایکا'[3] ہے جو لسانی تحولات سے گذر کر فارسی میں 'یک' بنی اور اردو میں 'ایک' بنی اور پنجابی میں بھی اصل 'اِک' کے روپ میں ظاہر ہوئی۔ پنجابی کے مندرجہ بالا الفاظ اسی اصل سے بنے ہیں۔ لسانیات میں 'الف' اور 'ہ' آپس میں بدل جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں 'اک'، 'ہک'، بن گیا اور یہ دونوں الفاظ (اک ، ہک) اپنی اصل کے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت فارسی کے۔

۱۔ برہان ص ۲۳۰۱ ۔　　۲۔ ہوبشان ص ۱۱۰۹ ؛ برہان ص ۲۳۸۲ ۔

۳۔ گرے ص ۹۰ ۔

فارسی : یوغیدن بمعنی بیلوں کو جوتنا   پنجابی : جونا ۔ جوگ ۔ جؤا

اس لفظ کی اوستانی اصل yaog (یوگ) اور سنسکرت اصل yoga[1] ہے ۔ پنجابی کے تینوں مذکورہ لفظ اسی اصل سے بنے ہیں ۔ ' جونا ' کے معنی بیلوں کو ہل کے آگے باندھنا یا جوتنا ہے ۔ ' جوگ ' کے معنی بیلوں کی جوڑی اور جوأ وہ لکڑی جو بیلوں کی گردن پر رکھی جاتی ہے ۔

★ ★ ★

فارسی کے بہت سارے الفاظ ایسے بھی ہیں جو پنجابی بولنے والے علاقوں میں جوں کے توں اور انھیں معنوں میں بولے ، سمجھے اور لکھے جاتے ہیں اور پڑھے جاتے ہیں ۔

فارسی	معانی	پنجابی
آمدن	آنا	آمدن (آمدنی)
آوارہ گرد	آوارہ گرد	آوارہ گرد
آسترہ	آسترہ	آسترہ
امانت	امانت	امانت
امداد	امداد	امداد
انار	انار	انار
انگور	انگور	انگور
بادی	ہوا پیدا کرنے والی خوراک	بادی
بخیہ	بخیہ	بخیہ
بستہ	بستہ	بستہ
بغل	بغل	بغل
بلا	بلا	بلا (مصیبت)
پل	پل	پل ' پلی (تصغیر)
پنج	پانچ	پنج
پہلوان	پہلوان	پہلوان
پیشین	ظہر کی نماز	پیشی (پیشین)
پیر	پیر	پیر (مرشد)
تختہ سیاہ	تختہ سیاہ	تختہ سیاہ
تنگ	گھوڑے کے پیٹ پر باندھی جانے والی پیٹی	تنگ

۱۔ بارتولمہ ۱۲۲۸ ؛ بُرہان ۲۳۵۸؛ گرے ص ۵۷ ۔

تیر	تیر	تیر
جا	جگہ	جا (ایتھے دم مارن دی جا نہیں)
جادو	جادو	جادو
جای نماز	جائے نماز	جا نماز
جان	جان	جان
جگر	جگر	جگر
جنت	جنت	جنت
جنگل	جنگل	جنگل
جوانی	جوانی	جوانی
جرم	جرم	جرم
جنازه	جنازه	جنازه
جو	جو	جو
چادر	چادر	چادر
حجامت	حجامت	حجامت
حساب	حساب	حساب
حقه	حُقّہ	حقه
حور	حور	حور
خربوزه	خربوزه	خربوزه
خضاب	خضاب	خضاب
درود	درود	درود
دارو	دارو	دارو
دستانه	دستانه	دستانه
دل	دل	دل
دَم	دَم	دَم
دنبه	چربی	دنبہ (اصل تو دنبہ کے معنی چربی کے ہی ہیں لیکن اہل پنجاب اس جانور کو دنبہ کہتے ہیں) جس کی دم چربی کی ہوتی ہے۔
دو	دو	دو
دوات	دوات	دوات
دیگر	دیگر	ڈیگر

دور	دور	دور
دوزخ	دوزخ	دوزخ
راضی	رضا مند	راضی ، راضی نامہ
راہ	رستہ	راہ ، راہ داری
رکاب	رکاب	رکاب
رندہ	رندہ	رندہ
روز	روز	روز (روج)
ریزہ	ریزہ	ریزہ
زور	زور	زور
زیرہ	زیرہ	زیرہ
سادہ	سادہ	سادہ (ساد مرادہ)
سبزی	سبزی	سبزی
سم	سم (گھوڑے کا پاؤں)	سم
سنبہ	سنبہ	سنبہ
سود	سود	سود
سوگ	غم	سوگ (سوگ منانا)
سوغات	سوغات	سوغات
سیب	سیب	سیب
شام	شام	شام
شربت	شربت	شربت
شرط	شرط	شرط
شرم	شرم	شرم
شرمندہ	شرمندہ	شرمندہ
شُکر	شُکر	شکر
شکّر	شکّر	شکّر
شِکوہ	شِکوہ	شِکوہ
شور	شور	شور (یعنی کلّر)
شہر	شہر	شہر
شیر	شیر	شیر
شیر مال	شیر مال	شیر مال
صحنک	پلیٹ	صحنک
صلح	صلح	صلح
ضد	ضد	ضد

عمر	عمر	عمر
عید	عید	عید
عینک	عینک	عینک
غسلخانہ	غسلخانہ	غسلخانہ
فریاد	فریاد	فریاد
فوج	فوج	فوج
قلم	قلم	قلم
قوال ، قوالی	قوال ، قوالی	قوال ، قوالی
قوم	قوم	قوم
قید	قید	قید
قیمہ	قیمہ	قیمہ (کوہاں)
قینچی	قینچی	قینچی
کبوتر	کبوتر	کبوتر
کدو	کدو	کدو
کدو کش	سبزیات کو ریزہ ریزہ کرنے والا آلہ	کدو کش
کرسی	کرسی	کرسی
کیسے	کوئی شخص	کیسے
کشتی	کشتی	کشتی
کہاں	کہاں	کہاں
گلقند	گل قند	گل قند
گوشت	گوشت	گوشت
معدہ	معدہ	معدہ
موم	موم	موم
میخ	کیل	میخ
میدہ	میدہ	میدہ
میز	میز	میز
نماز	نماز	نماز
نوک	نوک	نوک
نیت	نیت	نیت
وجہ	چہرہ	وجہ
وعدہ	وعدہ	وعدہ

ہندوانہ	تربوز	ہدوالہ ، ہندوالہ
ہوش	ہوش	ہوش

★ ★ ★

فارسی میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو تلفظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ پنجابی میں بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ اور ان سے پنجابی میں وہی معانی لئے جاتے ہی جو فارسی میں ہیں ۔ ذیل میں نمونے کے طور پر چند ایک الفاظ درج کئے جاتے ہیں۔

فارسی	معانی	پنجابی
آسمان	آسمان	اسمان ۔ سمان
ابزار	ہتھیار	اوزار
ارّہ	آرا	آرا ۔ آری
امبہ انبہ	آم	انب
انجیر	ایک پھل	ہجیر
انعام	انعام	انام
او	وہ	اوہ
اولاد	اولاد	اولاد
پاشویہ	پاؤں دھونا	بسویا ، بسؤا
پرہیز	پرہیز	پرہیج
پنبہ	روئی	پھمنبہ
پیشگی	پیشگی	پیشگی
تابہ	توا	لوا
تالاب	تالاب	تلا
تپہ	ٹیلا	ٹبہ
تسبیح	تسبیح	تسبی
تَل	ریگستانی علاقہ	تھل
تنہ	تنا	تنا
تنبان	تہ بند	تنبی ، تنبا
توشہ	خوراک	توسہ
تہ بند	تہ بند	تہمد ۔ تہمت
تیشہ	تیشہ	تیسہ
جا	جگہ	جوہ (جگہ اور علاقہ)
جاگاہ	جگہ	جگہ
جلاب	جلاب	جلاب
جوجہ	چوزہ	چوچہ

جوراب	جراب	جراب
جاروب	جھاڑو	جھاڑو
چاہ	خواہش	چا (خوشی کا اظہار کرنا)
چاہ بہ چاہ	حوضی	چوبچہ
چہار	چار	چار
چائینک	چائے دانی	چینک
چیزی	میٹھی چیز	چیجی
خفیہ	چھپ کر	گفیہ
خانوادہ	خاندان	کھنوادہ
خفتن	سونا	خفتاں یا قفتاں ویلے
خوشہ	گُچھا	گُچھا
دار چینی	دار چینی	دال چینی
داو	داؤ	دا
دبّہ	ڈبہ	ڈبہ
درخت	درخت	درکھت
دُم	دُم	دُنب (جوار کا سٹہ)
دماغ	مغز (کلاسیکی)	ڈماک
دندان	دانت	دند
دوال	آزار بند	(دوالے دوالے) آلے دوالے، ارد گرد
راست آمدن	راس آ جانا	راس آ جانا
روشوئی	منہ ہاتھ دھونے کی جگہ	رسوئی خانہ
زبان	زبان	جبان
زمین	زمین	زمین ۔ زمی
زنان	عورتیں	زنانی
زنگار	زنگ	جنگال ، جگال
ستارا	ستارا	تارا
سحرگہی	سحری کا وقت	سرگی
سرمہ چوب	سرمے کی سلائی	سرمچو
سرو	سرو	سرو
سوار	سوار	اسوار
سیب	سیب	سے ، سیو
شب برات	شب برات	شبرات
صابون	صابن	صبون

غور	غور	گَول (جسے کہتے ہیں کہ اوہنے میری گل نہیں گولی یعنی اس نے میری بات کی پرواہ نہیں کی)
فانہ	پھال	پھانہ
فالودہ	فالودہ	فلودہ
قدرت	قدرت	قدرت (خدا دی)
قرمز	سرخ رنگ	قرمچی
قلفی	قلفی	قلفی
قمیص	قمیض	قمیج
کارد	چھری	کرد
کُرک	مرغی کا انڈے نہ دینے کی حالت میں ہونا	کُڑک
کالبد	جسم	کلبوت
کلاہ	ٹوپی	کلّا (خاص قسم کی کلُے دار ٹوپی جس پر پگڑی باندھتے ہیں)۔
کُند	جو تیز نہ ہو	کُھنڈ (کھنڈا)
کَندن	کھودنا	کَندھ (ایسی دیوار کو کہتے ہیں جو بیلچے وغیرہ سے مٹی کھود کر بنائی جاتی ہے لیکن بعد میں یہ لفظ ہر قسم کی کچی اور پکی دیوار کے لئے استعمال ہونے لگا)
کودی	کبڈی	کوڈی
کوزہ	کوزہ	کُجاّ
کیسہ	پہلو کی جیب	کھیسہ
گُو	کہو	کو (جس سے ' مصدر کُونا ' بہ معنی بولنا بنی ہے)
گل مالہ	پلستر کا آلہ	گرمالہ
گورستان	قبرستان	گُستان
لعل	موتی	لال (میرا لال)
لُنگ	دھوتی	لُنگی

ماش	ماش	ماہھ (لسانی اصولوں کے مطابق عموماً 'س' کو 'ہ' سے لئے ہیں ہے لیکن یہاں 'ش' 'ہ' سے بدلی ہے جو نادر یا 'ش' پہلے 'س' بنی اور پھر 'ہ' سے بدلی ہے)
مشک کا فور	مشک کا فور	مشکپور
نادان	بے وقوف	لدان (ضمناً بچے کو بھی کہتے ہیں)
نُہ	نو	لون (۹)
یاوہ	بے ہودہ بات	یہاویاں (مارنا)

★ ★ ★

فارسی کے بعض الفاظ ایسے ہیں جو پنجابی بولنے والے حلقوں میں نہ صرف تلفظ کے اختلاف کے ساتھ بولے جاتے ہیں بلکہ ان کے معانی میں بھی فرق ہے۔ مثلاً

فارسی	معانی	پنجابی
آمدن	آنا	آمدنی
اوقات	طبیعت	اوقات (حیثیت)
تمیز	پاک صاف	تمیز (ادب آداب)
چادر	برقعہ	چادر (تہہ بند ۔ بستر کی چادر)
خصم	دشمن	خصم (خاوند)
داغ	گرم گرم	داغ (دھبہ)
دریا	سمندر	دریا
دستخط	خط	دستخط (اپنا نام لکھنا)
دماغ	مغز	ڈماک (غرور ۔ تکبر)
دولت	حکومت	دولت (مال و دولت)
رد (شدن)	پاس سے گذر جانا	رد (رد کرنا ۔ نہ ماننا)
رقم	لکھنا	رقم (روپے پیسے)
سوخت	جل گیا اور اپندھن	سوخت (خشک ہو جانا)
قبض	رسید	قبض (معدے کا رک جانا)
قسمت	تقسیم	قسمت (نصیب)
قطار	ریل گاڑی	قطار (سطر)
قہر	غصہ	قہر (عذاب) قہر خدا دا
کشتی	بحری جہاز	کشتی (بیڑی)
گلاب	عرق گلاب	گلاب (پھول)

گنج	خزانہ	گنج (سر کا گنجا ہونا)
مال	ملکیت	مال (مویشی و اسباب)
مرغ	پرندہ	مرغ (مرغا)
مُل	شراب	مُل (قیمت)
موج	لہر	موج (عیش)
نہار	دوپہر کا کھانا	نہار (خالی پیٹ ہونا)

★★★

پنجابی کے متعدد الفاظ ایسے ہیں جن میں لسانیات کا ایک بنیادی اصول یعنی عَمل قلب، بروئے کار آیا ہے ۔ عمل قلب ایک لفظ کے اندر حروف کے اپنی جگہ کے بدلنے کا نام ہے ۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں یہی عمل کارفرما ہوا ہے جس کے نتیجے میں الفاظ کی ظاہری شکلیں بدل جاتی ہیں ۔ مثلاً

فارسی	معانی	پنجابی
چاقو	چاقو	قاچو
چاک	پھٹ جانا ۔ شگاف	کاچ ، کاج (جو قمیص کے بٹنوں کے لئے بنائے جاتے ہیں)
قفلی	قلفی/قفلی	قلفی ۔ قلفا
لَب	لب	بُل
مطلب	مطلب	مطبل

★★★

پنجابی کے بے شمار محاورات ایسے ہیں جن میں ہمیں فارسی کے اصل الفاظ اور محاورات کی جھلک نظر آتی ہے ۔ اگرچہ ان فارسی الفاظ کے بجائے پنجابی میں اپنے الفاظ رائج ہیں ۔ لیکن محاوروں میں وہی فارسی الفاظ استعمال ہوتے ہیں ۔

فارسی	معانی	پنجابی
نان	روٹی	نان دا کنڈھا
گردن	گردن	گردن توڑ بخار
در	دروازہ	در در پھرنا
جگر جگر است و دگر دگر است	اپنا اپنا ، غیر غیر	اپنا اپنا ہوندا اے تے غیر غیر
چاہ کن را چاہ در پیش	کنواں کھودنے والے کے سامنے کنؤاں	کھوہ کڈھن والے دے سامنے کھاتہ
چہ خواہد کور جز دو چشم بینا	اندھا کیا مانگے دو آنکھیں	انھے نوں کیہ چاہی دا دو اکھاں

حرف می ماند و وقت نمی ماند	وقت نکل جاتا ہے بات رہ جاتی ہے	ویلا لنگھ جاندا تے گل یاد رہندی اے
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد	پانچ انگلیاں ایک سی نہیں ہوتیں	پنجے انگلیاں اکو جیہیاں نہیں ہوندیاں
دیوار ہم گوش دارد	دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں	کندھاں نوں وی کن ہوندے نیں
سخن سخن را می آرد	بات سے بات نکلتی ہے	گل وچوں گل نکلدی اے
شنیدن کے بود مانند دیدن	دیکھنے اور سننے میں بڑا فرق ہوتا ہے	ویکھن سنن وچ بڑا فرق ہوندا اے
شما از شہر ایستادہ آمدید	آپ کھڑے گؤں سے آئے ہیں	تہہ جا توں کھڑے پنڈوں آیاں ایں
طبل باند آواز میان تھی	جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں	جیہڑے گجدے نیں آوہ ورھدے نہیں
فرصت سرخاریدن را ندارم	سر کھجلانے کی فرصت نہیں	سر کھرکن دا ویل نہیں ملدا
کردنی خویش آمدنی پیش	اپنا کیا اپنے آگے	اپنی کیتی سامنے اوندی اے
گلِ چاہ صرف چاہ	کنوئیں کی مٹی کنوئیں پر صرف ہوتی ہے	کھوہ دی مٹی کھوہ نوں لگ جاندی اے
یک دست ہرگز صدا ندارد	ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی	اک ہتھ نال تاڑی نہیں وجدی

★ ★ ★

پنجابی میں متعدد تراکیب اور الفاظ ایسے بھی ملتے ہیں جو فارسی تراکیب اور الفاظ کا ترجمہ یا نم ترجمہ ہیں ۔ مثال کے طور پر :

فارسی	معانی	پنجابی
بوسیدن	خراب ہونا	بس جانا
از پادرآوردن	گرانده شکست دینا	پیروں کڈھنا
سوگند خوردن	قسم کھانا	سونہہ کھانا
گپ زدن	گپیں ہانکنا	گپاں مارنا
عطر زدن	عطر لگانا	عطر لاؤنا (لگانا)
دروغ زدن	جھوٹ بولنا	جھوٹھ مارنا
سرآمد روزگار	مشہور ، بڑا	سر کڈھواں

★ ★ ★

فارسی اور پنجابی کے لسانی روابط کا جائزہ لینے کے لئے اس بات کو بھی نظر میں رکھنا ہوگا کہ بعض فارسی ضمائر بھی بعینہ انہی معنوں میں پنجابی کے الفاظ کے ساتھ بولی اور لکھی جاتی ہیں ۔ البتہ ان میں بعض جگہ لسانیات کے فطری اصول ضرور کارفرما ہوتے ہیں ۔ مثلاً

(۵) فارسی	معانی	پنجابی
آئیم	آتا ہوں	آئم (میں آیا ہوں)
دیدم	میں نے دیکھا	ڈٹھم (ان دونوں میں ' م ' ضمیر متصل ہے)

اسی طرح یہ ضمیر متصل (م) بعض دوسرے پنجابی الفاظ کے آخر میں بھی آتی ہے خواہ وہ الفاظ خالص پنجابی ہی کے کیوں نہ ہوں۔ مثلاً

کیتم ، ساڑم ، لائیم ، سدھائیم ، نوائیم ، پیتم ، گذاریم ، سجھم ، دسم ، اجاڑیم ، ویچم ، ڈیوم ، ملم ، تھیوم ، وسرم ، رلائیم ، ملیسم ، کریسم ، سنبھالم ، ودھائیم ، وسائیم ، دتڑم ، وںجائیم ، پائم ۔

(ب) فارسی کی دوسری ضمیر متصل ' ش ' ہے جو ' آمر ' کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے ۔ یہ ضمیر پنجابی الفاظ کے آخر میں آج تک رائج ہے ۔ البتہ ' ش ' کے بجائے ' س ' کی صورت میں بولی جاتی ہے ۔ مثلاً

کیتوس (اس نے کیا) ۔ کھادوس (اس نے کھایا) ۔ گیوس (وہ گیا) ۔
آئیوس (وہ آیا) ۔ دتڑس (اس نے دیا) ۔ وساریس (اس نے بھلا دیا) وغیرہ

علاوہ ازیں بے شمار پنجابی الفاظ ایسے مل سکتے ہیں جن میں یہی ضمیر کارفرما نظر آتی ہے ۔ یہاں ہم نے صرف نمونے کے طور پر چند الفاظ درج کئے ہیں ۔

(ج) ایسے ہی ایک اور ضمیر متصل جو فارسی میں مخاطب کے لئے استعمال ہوتی ہے یعنی (ی)۔ بھی پنجابی میں بھی وہی ضمیر اب تک مستعمل ہے ۔ جن سے فارسی اور پنجابی کا آپس میں گہرا رابطہ ثابت ہوتا ہے ۔ مثلاً فارسی میں یہ ضمیر اس طرح استعمال ہوتی ہے ۔

دیدی (تو نے دیکھا) ۔ کر دی (تو نے کیا) ۔ رفتی (تو گیا) وغیرہ پنجابی میں یہی ضمیر بعض الفاظ کے آخر میں ملتی ہے ۔ مثلاً

ڈٹھا ای (تو نے دیکھا ہے) ۔ کھادا ای (تو نے کھایا ہے) ۔
پیتا ای (تو نے پیا ہے) ۔ رب نوں پایائی ، ونجایائی ، منایا نی ۔

(د) فارسی زبان و ادب کے علاوہ فارسی زبان کے دستوری قواعد نے اس خطے کی مختلف زبانوں اور ان کے ادب کو کس حد تک متأثر کیا ہے اس کی بحث ہم پہلے بھی کر چکے ہیں ۔ زبان اور ادب تو ایک طرف مقامی دستوری قواعد کو بھی اپنے سانچے میں اس طور ڈھالا کہ بسا اوقات مقامی لفظ بھی فارسی قواعد کے زیر اثر فارسی ہی کے الفاظ معلوم دینے لگے اور اسی طرح فارسی قواعد پنجابی الفاظ کے ساتھ اس طرح مدغم ہوئے کہ وہ پنجابی ہی کا حصہ بن گئے ۔ مثال کے طور پر فارسی

قواعد میں ایک لفظ ' گر ' ہے جو فارسی الفاظ کے لاحقے کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی کسی کام کے کرنے والے کے ہوتے ہیں - یہی ' گر ' پنجابی کے متعدد الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے - مثال کے طور پر چند الفاظ درج ذیل ہیں -

ٹُپ گر (رفو گر ، جو پشمینہ و قالین بنتے وقت دھاگے کو گانٹھتا ، کاٹتا اور درست کرتا ہے)

(ہ) چوڑی گر ، دال گر ، قلعی گر ، وغیرہ

ایسے ہی فارسی کے قواعد میں ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ بعض الفاظ کے آخر میں لفظ ' دار ' لگا کر ملکیت ، کام اور پیشہ ظاہر کرتے ہیں جیسے چوبدار - کرایہ دار وغیرہ پنجابی میں بھی یہی اصول اپنایا گیا ہے اور بے شمار لفظوں کے ساتھ ' دار ' لگا کر ملکیت یا پیشہ ظاہر کیا گیا ہے - مثلاً

پلے دار ، پٹی دار ، تحصیلدار ، جمعدار ، چوکیدار ، حوالدار ، دوکاندار ، ذیلدار ، صوبے دار ، ضلع دار ، قلعدار ، محلے دار ، مزے دار ، نشے دار ، وغیرہ

(و) فارسی زبان کے پنجابی زبان کے ساتھ گہرے روابط کا ایک اور جیتا جاگتا ثبوت یہ بھی ہے کہ فارسی گرامر کے بعض قواعد جوں کے توں پنجابی میں رائج ہیں - مثلاً فارسی گرامر کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ لفظ کے آخر میں الف نون بڑھا کر جمع بناتے ہیں - جمع بنانے کا یہ طریقہ پنجابی لکھنے بولنے والوں نے حد درجہ اپنایا ہے - اس کی سب سے روشن مثال پنجابی شاعری میں مولوی غلام رسول کی ' احسن القصص ' (یوسف زلیخا) اور میاں محمد بخش کی ' سیف الملوک ' کے اشعار ہیں - ذیل میں ایسی جمع کی چند ایک مثالیں درج کی جاتی ہیں :

عاماں ، خاصاں ، مطلوباں ، کتاباں ، باتاں ، راتاں ، ذاتاں ، کھاتاں ، شباں ، عیداں ، احساناں ، ارماناں ، ناداناں ، اخلاصاں ، بہاراں ، گلزاراں ، حواساں ، سوغاتاں ، کاراں ، یاراں ، کنیزاں ، عزیزاں ، قطاراں ، خواباں ، باراں ، ساراں ، گلاباں ، شبراتاں ، جہاناں ، خطاباں ، دھقاناں ، رفیقاں ، صفتاں ، جالاں ، حالاں ، گداواں ، شہراں -

(ز) پنجابی اور فارسی کے باہمی روابط کا میدان کس قدر وسیع ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ پنجابی زبان کے بعض کلاسیکی شاعروں نے متعدد فارسی الفاظ سے مصدرین بنا کر اپنے شعروں میں استعمال کی ہیں - اس کی مثالیں درج کرنے لگیں تو وہ بے شمار ہوں گی - ہم ذیل میں چند ایک ایسی مصادر پیش کر رہے ہیں جس سے ہماری بات کی تصدیق ہو جاتی ہے - مثلاً

فارسی لفظ	پنجابی مصدر
زخم	زخمایا (ککر تے انگور چڑھایا ہر گچھا زخمایا) (میاں محمد بخش)
شرم	شرمایا
گرم	گرمایا
نرم	نرمایا

(ح) اسی طرح فارسی زبان میں بعض اوقات ایک ادیب یا شاعر لفظ کے آخر میں ایک ' الف ' کا اضافہ کرتا ہے جسےہم ' الف ' ندا کہتے ہیں - مثلاً

یار خدایا ، الہا ، حافظا ، سعدیا، گرم گسترا وغیرہ

پنجابی میں بھی بہت سے شاعروں نے اسی وصف کو اپناتے ہوئے جگہ جگہ الف ندا کا استعمال کیا ہے - مثال کے طور پر :

اوگن ہار سے اوگن ہارا

بخش سے بخشا (بہتر چپ محمد بخشا سخن اجیہے نالوں - میاں محمد بخش)

بندے سے بندیا

پالن ہار سے پالن ہارا

رب سے ربا (ربا میرے حال دا محرم توں - شاہ حسین) وغیرہ

فارسی اور پنجابی کے لسانی روابط کے ضمن میں قبل ازیں ہم مختلف عنوانات کے تحت بحث کرتے آئے ہیں - جس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ دونوں زبانوں میں کس قدر دہرے لسانی رشتے پائے جاتے ہیں - اور یہ رشتے تاریخ میں کتنی دور تک چلے گئے ہیں - دونوں علاقوں کے لسانی رشتے ثقافتی ، سماجی اور مذہبی عوامل نے ایک دوسرے کو بے حد متاثر کیا - ہم دیکھتے ہیں کہ فارسی ادب کی مختلف اصناف نے بھی پنجابی زبان کے ادب میں جگہ پائی ہے مثنوی اور غزل اس کی روشن مثالیں ہیں ان کے علاوہ اور اصناف سخن بھی ہوں گی جو فارسی سے پنجابی میں آئیں - ہمیں اس جگہ نہ تو غزل سے بحث ہے اور نہ ہی مثنوی سے ، ہم تو اس جگہ صرف فارسی کے ان واضح اثرات کی بات کر رہے ہیں جو پنجابی زبان میں تحریر کردہ مختلف شاعروں کی مختلف مثنویوں اور دوسری اصناف سخن مثلاً باراں انواع ، جنگ نامے ، فقہ ، حدیث اور علم و ادب وغیرہ پر مشتمل تخلیقات پر جن کے نقش نمایاں ہیں اور یہ نقش ان کے عنوانات میں مضمر ہیں - ان میں چاہے تو ہیر ، مرزا صاحباں یا سیف الملوک جیسی عشقیہ کہانی ہو اور چاہے باراں انواع ، جنگ نامے اور فقہ کے مسائل کے رسائل یا خالصةً مذہبی تصنیفات ہیں - ان میں

سے بے شمار کے عنوانات فارسی زبان میں تحریر کردہ ہیں اور یہ سلسلہ بہت قدیم سے شروع ہو کر تقریباً انیسویں صدی کے آخر کی بعض کتابوں مثلاً مثنوی سیف الملوک (میاں محمد بخش ۱۹۰۷ء - ۱۸۲۶ء) تک چلا آتا ہے۔ اس جگہ ہم اس موضوع پر تفصیلی بحث تو نہیں کر سکتے صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں -

باران الواع :

باب در بیان واجبات و مصنف های اسلام و احکام شریعت ـ

سیف الملوک :

داستان گرفتار شدن شاهزاده بدست بوز نگان و از آنجا خلاص شدن ـ

جنگ نامۂ حامد :

رسیدن عرضی حضرت مسلم عقیل که در خدمت امام حسین فرستاده بود ـ

ہیر وارث شاہ :

غازی نمودن کیدو پیش مادر ہیر ـ

اسی طرح لغت ناموں میں اکثر نصاب کی منظوم کتابیں ہیں جو خالق باری کے انداز میں لکھی گئی ہیں ۔ ان کتب لغت میں شعراء نے فارسی الفاظ کے پنجابی زبان میں معانی بیان کیے ہیں مثلاً **قادر باری** جس کا مطلع ہے : قادر باری کرنی بار جو کجھ کرے نہ لاوے بار[1]

اسی طرح **فارسی نامہ** جسکا پہلا شعر ہے
اللہ واحد اک خدا جن پیدا کیتا ارض سما[2]

پھر ہم «دائم باری» کا نام لے سکتے ہیں جو اس شعر سے شروع ہوتی ہے :
دائم باری رب ہمیشہ جس نوں نہ کجھ فکر اندیشہ[3]
ایسے ہی واحد باری ہے جس کا آغاز اس مصرعے سے ہوتا ہے:

واحد باری اکو سائیں ـ

۱- رک ـ قلمی نسخہ ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۰۱۰

۲- رک ـ قلمی نسخہ ، ذخیرہ شیرانی نمبر ۹۸۵/۳

۳- رک ـ قلمی نسخہ ذخیرہ شیرانی نمبر۱۰۱۲

کتابیات

۱- Grundriss der Neupersichen Etymology, by Paul Horn, Strassburg 1893 AD

۲- Persiche Studien by Hubschmann, Strassburg 1895 AD

۳- Altiranisches Worterbuch by Bartholomae, Strassburg 1904 AD

۴- Middle Persian Grammar by Salemann, Bombay 1930 AD

۵- Hilfsbuch des Pehlavi by Nyberg, Uppsala, 1931 A.D.

۶- داستان جم ، از دکتر محمد مقدم ، تہران (ایران) ۱۳۱۴ یزدی -

۷- واژه نامۂ طبری، از دکتر صادق کیا ، تہران (ایران) ۱۳۱۶ یزدی -

۸- ایران کوده شماره ۴ ، از دکتر محمد مقدم ، تہران (ایران) ۱۳۳۷ھ ش -

۹- فعل مضارع در زبان فارسی ، از دکتر محمد بشیر حسین ، لاہور ۱۹۷۵ء -

۱۰- واژه نامۂ ہای پہلوی، از دکتر احمد تفضلی ، تہران (ایران) ۱۳۳۸ھ ش -

۱۱- مختصر پنجابی لغت ، مرتبہ شریف کنجاہی و رفقاء ، لاہور ۱۹۸۱ء -

۱۲- سیف الملوک ، از میاں محمد بخش ، شیخ غلام حسین اینڈ سنز ، لاہور -

۱۳- احسن القصص ، از مولوی غلام رسول ، پنجابی ادبی اکیڈمی، لاہور ۱۹۶۱ء -

۱۴- کلام شاہ حسین ، مرتبہ ڈاکٹر نذیر احمد ، لاہور ۱۹۷۹ء -

۱۵- دیوان فرید (خواجہ) ، مرتبہ مولانا نور احمد خاں فریدی ، ملتان ۱۹۷۹ء -

۱۶- ہیر وارث شاہ ، پنجابی ادبی اکیڈمی، لاہور ۱۹۷۳ء -

۱۷- قادرباری ، قلمی ، ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۰۱۰ -

۱۸- فارسی نامہ ، قلمی " " نمبر ۹۸۵ -

۱۹- دائم باری ، قلمی " " نمبر ۱۰۱۲ -

۲۰- جنگ نامۂ حامد ، از حامد شاہ عباسی ، لاہور -

۲۱- باران انواع ، از مولوی عبداللہ ، لاہور -

شعبہ پنجابی ، پنجاب یونیورسٹی کا

ششماہی تحقیقی و علمی مجلہ

کھوج

جو پنجابی علم و تحقیق کے میدان میں

منفرد حیثیت کا حامل ہے

اب تک سات شمارے شائع ہو چکے ہیں

کھوج شمارہ (۱) میں پنجابی ادب کے پاکستانی دور کی ببلیوگرافی بھی شامل ھے اس کی قیمت ۱۸ روپے ھے

باقی شمارے ۲ تا ٦ قیمت ۱۲ روپے فی شمارہ

شمارہ ٦ ، ۷ قیمت ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ :

شعبۂ پنجابی ، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج ۔ لاہور

*ڈاکٹر ثریا ڈار

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور آن کی دینی و علمی خدمات

خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی طوائف الملوکی اور انتشار و خلفشار کے اس دور میں پیدا ہوئے جب کہ نادر شاہی حملے سے ہندوستانی معاشرے کی مضبوط عمارت بوسیدہ ہو چکی تھی اور اسلامی حکومت کی ان لرزتی دیواروں کو مسمار کرنے والے سب سے قوی اور خطرناک دشمن سکھ اور مرہٹے تھے - ان دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کے مختلف سرداران اور طبقوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے والی شاہ ولی اللہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ دشمنوں کے ناپاک عزائم اور بے بنیاد خوابوں کو خاک میں ملانے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی فراست و ذہانت کو بروئے کار لاتے ہوئے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی - شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ابتدائی زمانے میں احمد شاہ ابدالی نے ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۸ء سے لے کر جنوری ۱۱۷۵ھ/۱۷۶۱ء تک ہندوستان پر یکے بعد دیگرے کئی حملے کیے - تباہی و بربادی ، بد امنی اور قتل و غارت گری کے اس دور میں ، جب کہ دہلی آئے دن لوٹ مار کا نشانہ بنی رہتی تھی ، مسلمانوں کے عظیم رہبر و رہنما اور مذہبی پیشوا ہندوستان کی عظمت رفتہ پر آنسو بہاتے ہوئے اپنے احساسات کا اظہار عربی اشعار میں کرتے ہیں :

"جزی اللہ عنا قوم سکھ و مرہٹ عقوبۃ شرعا جلا غیر آجل[1]

گویا ان اشعار میں شاہ عبدالعزیز نے اسلامی حکومت کے ناسازگار سیاسی حالات پر جس پریشانی اور بے چینی کی حالت میں اپنے تاثرات بیان کیے ہیں ، وہ اس بات کی پختہ دلیل ہیں کہ شاہ صاحب جنوبی ہند سے مرہٹوں کے سیل رواں اور پنجاب سے سکھوں کے بڑھتے ہوئے طوفان سے بے خبر اور غافل نہ تھے اور مسلمان بھی نہایت اضطراری کیفیت میں دشمنوں کے اس سیلاب میں ڈوبنے اور طوفان میں گم ہونے کے منتظر تھے -

افضل الفضلاء ، اکمل الکملاء ، استاذ الاساتذہ اور زبدۃ المفسرین شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۵ء میں خطہ ہند میں پیدا ہوئے - شاہ ولی اللہ کے بعض رفقاء نے آپ کا تاریخی نام غلام حلیم رکھا جیسا کہ ملفوظات عزیزی میں ہے کہ :

"ایک شخص نے میرا تاریخی نام قرآن سے نکالا ہے ، فبشرناہ بغلام حلیم"[2]

زمانہ شیرخواری سے ہی شاہ عبدالعزیز کی کشادہ پیشانی سے مستقبل کی جلالت

---

*لیکچرار شعبہ عربی ، جامعہ اسلامیہ بہاولپور -

و عظمت اور شان و شوکت نمایاں ہوتی تھی ۔ پانچ سال کی قلیل مدت میں قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد اسلام کے ابتدائی مسائل و احکام کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی ۔ فقہ کی تعلیم اپنے خسر مولانا نور اللہ سے حاصل کی ۔ آپ نے اپنی ذکاوت ، سلیم الطبعی اور غیر معمولی حافظے کے باعث تیرہ سال کی عمر میں کتب درسیہ ، صرف و نحو ، فقہ ، اصول فقہ ، منطق کلام ، عقائد ، ہندسہ ، ہیئت اور ریاضی وغیرہ میں مہارت حاصل کر لی تھی ۔ علاوہ ازیں اردو ، فارسی ، عربی اور عبرانی زبانوں پر بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے ۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ تمام مروجہ علوم و فنون سے فارغ ہو چکے تھے جیسا کہ صاحب تذکرہ علمائے ہند رقمطراز ہیں کہ :

''بعمر پانزدہ سالگی بخدمت والد ماجد خود از تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ و تکمیل خفیہ و جلیہ فارغ شد''۳

اس جلیل القدر خاندان میں اتنی قلیل مدت میں اس مقام عالی کو پالینے والی شخصیت صرف شاہ عبدالعزیز ہی کی نہ تھی بلکہ اس خاندان کا ہر فرد و بشر بہت بلند مقام پر فائز تھا ۔ ابھی آپ سترہ برس کے تھے کہ والد بزرگوار شاہ ولی اللہ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے ۔ والد بزرگوار کی وفات کے بعد شاہ عبدالعزیز اپنے تینوں بھائیوں سے عمر اور علم میں ممتاز و مشرف ہونے کے باعث مسند درس و ارشاد پر متمکن ہوئے ۔

آپ کے مرجع علوم و فنون ہونے کے باعث تمام فقراء و سلاطین و امراء شیعہ و سنی آپ کی مدح میں رطب اللسان رہتے تھے ۔ شہرت و لیاقت علمی کے باعث علم و فضل کے میدان کے بہت نامور شاہسوار تھے ۔ شاہ صاحب کی علمی جامعیت کا یہ ذوق و شوق اس خاندان میں مسلسل باقی رہا ۔ ملفوظات کے جامع نے شاہ عبدالعزیز کا یہ قول نقل کیا ہے کہ :

''جن علوم کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے ، ایک سو پچاس علوم ہیں ۔ نصف سابقین اولین کے ہیں اور نصف علم اس امت میں ہیں ۔''۴

شاہ عبدالعزیز کے عہد میں اردو زبان خاصی مقبول و معروف تھی ، اسی زمانے میں شاہ عبدالقادر نے قرآن پاک کا تحت اللفظ اردو ترجمہ کیا تھا ۔ اس دور کے نامور شعراء خان آرزو، سودا ، میر، مظہر اور درد وغیرہ معاشرے میں نہایت عزت ووقار کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے ۔ شاہ عبدالعزیز اور آپ کے بھائی شاہ عبدالقادر اردو زبان سیکھنے کے لیے خواجہ میر درد کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آن کی مجالس وعظ و تقریر میں تمام محاورات پوری توجہ اور انہاک سے سنتے ۔ شاہ ولی اللہ اس فن (اصول زبان) کے بارے میں اپنے بچوں سے فرمایا کرتے تھے کہ :